بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 23

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

28 ذوالقعدہ 1445 ہجری قمری • 06 احسان 1403 ہجری شمسی • 06 جون 2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَاللّٰہُ یَدۡعُوۡۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ ؕ
وَیَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ
اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۲۶﴾

(سورۃ یونس، آیت 26)

ترجمہ : اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے اُسے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 31 مئی 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

حدیث میں آیا ہے کہ دوزخ پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ اس میں ایک آدمی بھی باقی نہ رہیگا اور نسیم صبا اسکے دروازوں کو کھٹکھٹائیگی

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

اسلام کی نسبت جو کہتے ہیں کہ تلوار سے پھیلا، یہ بالکل غلط ہے۔ اسلام نے تلوار اُسوقت تک نہیں اٹھائی جب تک سامنے تلوار نہیں دیکھی۔ قرآن شریف میں صاف لکھا ہے کہ جس قسم کے ہتھیاروں سے دشمن اسلام پر حملہ کرے، اسی قسم کے ہتھیار استعمال کرو۔ مہدی کیلئے کہتے ہیں کہ آکر تلوار سے کام لے گا، یہ صحیح نہیں۔ اب تلوار کہاں ہے جو تلوار نکالی جاوے۔ پھر افسوس تو یہ ہے کہ باوجودیکہ مسیح ان لوگوں کے مسلّمات کو تسلیم کرلے گا اور فرشتوں کے ساتھ آسمان سے اترے گا مگر پھر بھی اس پر کفر کا فتویٰ دیا جائے گا، جیسا کہ کتابوں سے ثابت ہے بلکہ ایک شخص اٹھ کر کہہ دے گا اِنَّ ھٰذَا الرَّجُلَ غَیَّرَ دِیۡنَنَا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری جماعت کے لوگ ان دلائل سے باخبر ہوں تا کہ کسی محفل میں ان کو شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

ہمارا ایمان ہے کہ دوزخ میں ایک عرصہ تک آدمی رہے گا، پھر نکل آوے گا۔ گویا جن کی اصلاح نبوت سے نہیں ہوسکی، اُن کی اصلاح دوزخ کرے گی۔ حدیث میں آیا ہے کہ دوزخ پر ایک ایسا زمانہ آوے گا کہ اس میں ایک آدمی بھی باقی نہ رہے گا اور نسیم صبا اس کے دروازوں کو کھٹکھٹائے گی۔

اسکے علاوہ قرآن شریف نے بہشت کے انعامات کا تذکرہ کرکے عَطَآءً غَیۡرَ مَجۡذُوۡذٍ کہہ دیا ہے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیے تھا کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو امید نہ رہتی اور مایوسی پیدا ہوتی۔ بہشت کے انعامات کی بے انتہا درازی کو دیکھ کر مسرت بڑھتی ہے اور دوزخ کے ایک معین عرصہ تک ہونے سے خدا تعالیٰ کے فرض پر امید پیدا ہوتی ہے۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 11 اور 14، ایڈیشن 2018، قادیان)

جب تک خانہ کعبہ رہیگا مسلمانوں کی یکجہتی بھی قائم رہے گی

حج دنیا کو یہ پیغام پہنچاتا ہے کہ اسلام کی رگوں میں اب بھی زندگی کا خون دوڑ رہا ہے اور اب بھی مسلمانوں کی قومی زندگی کی رگ پھڑک رہی ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے نماز اور روزہ اور زکوٰۃ کی طرح حج کو بھی ایک ضروری فریضہ قرار دیا ہے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الحج آیات 28 تا 30 کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ کا ذکر فرمایا ہے جو ایک اہم اسلامی عبادت ہے اور جس کے مطابق ہر سال لاکھوں آدمی جن میں سے کوئی کسی قوم کا ہوتا ہے اور کوئی کسی ملک کا ایک دوسرے کے رسم ورواج ایک دوسرے کی زبان اور ایک دوسرے کی عادات وغیرہ سے ناواقف ہوتے ہوئے مکّہ مکرمہ میں جمع ہوتے ہیں اور اپنے عمل سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اسلامی توحید نے مسلمانوں کے دلوں کو ایسا متحد کر دیا ہے کہ باوجود اختلافِ زبان، اختلافِ عقائد، اختلافِ رنگ ونسل، اختلافِ خیالات اور اختلافِ آب وہوا کے ہم اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیّک کہہ کر ایک جگہ پر جمع ہونے کیلئے تیار ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں نے اپنے عمل سے ظاہری حج کے علاوہ یہ بھی ثابت کردیا ہے کہ وہ خانہ کعبہ کی حفاظت کیلئے اپنی جانیں قربان کرنے کیلئے تیار رہتے ہیں اور جب تک مسلمانوں میں یہ رُوح قائم رہیگی کسی دشمن کی یہ طاقت نہیں ہوگی کہ وہ خانہ کعبہ کی طرف منہ کرے یا مسلمانوں کی یکجہتی کو توڑ سکے کیونکہ جبتک خانہ کعبہ رہیگا مسلمانوں کی یکجہتی بھی قائم رہیگی۔ اُنکی آنکھوں کے سامنے نہ صرف یہ نظارہ ہوتا ہے کہ دنیا کے کن کن کونوں میں خدا تعالیٰ نے اسلام کو پھیلا دیا بلکہ وہ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ایک بے آب وگیاہ جنگل سے بلند ہونیوالی وہ آواز جسکو غیر تو الگ رہے اپنے بھی نہیں سُنتے تھے اور آواز دینے والے کو ہر قسم کے مظالم کا تختۂ مشق بناتے تھے، آج دنیا کے کونوں، کونوں تک پہنچ کر لاکھوں انسانوں کے اجتماع کا باعث بن رہی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان نشان کو دیکھتے اور اپنے ایمانوں میں ایک تازگی اور لطافت محسوس کرتے ہیں کہ کہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیدا ہوئے جنہوں نے ایک ایسی آواز بلند کی جو گونجی اور گونجتی چلی گئی یہاں تک کہ وہ دُور دراز ملکوں میں پہنچی اور لاکھوں لوگوں کو یہاں کھینچ لائی اور وہ مکّہ جہاں رہنے والوں کی اذیتّوں اور تکلیفوں کی وجہ سے مسلمانوں کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا اور جنھیں اِس سرزمین میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کی اجازت تک نہیں تھی آج اُسی مکّہ مکرمہ میں ہر ایک کی زبان پر اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ جاری ہے اور وہ لَبَّیۡكَ اَللّٰھُمَّ لَكَ لَبَّیۡكَ لَا شَرِیۡكَ لَكَ لَبَّیۡكَ کہتے جارہے ہیں۔ گویا اسوقت خدا تعالیٰ اُنکے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور وہ اُس سے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اَے ہمارے ربّ ہم حاضر ہیں ہم اقرار کرتے ہیں کہ تیرا کوئی شریک نہیں صرف تُو ہی اس امر کا مستحق ہے کہ بندوں کو آواز دے اور اے خدا تیرے بلانے پر ہم تیرے حضور حاضر ہیں۔ پس مکّہ مکرمہ وہ مقام ہے جہاں ہر سال لاکھوں مسلمان صرف اسلئے جمع ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کریں اور دنیا کے سامنے اس بات کی شہادت پیش کریں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لایا ہوا دین آج بھی زندہ ہے اور آپ کے خادم آج بھی آپ کی آواز کو بلند کرنے کیلئے دنیا میں موجود ہیں۔ گویا حج دنیا کو یہ پیغام پہنچاتا ہے کہ اسلام کی رگوں میں اب بھی زندگی کا خون دوڑ رہا ہے۔ اب بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عشق رکھنے والے لوگ اسلام کے مرکز مکّہ مکرمہ میں جمع ہیں اور انہوں نے اپنے اس تعلق کا اعلان کیا ہے جو انہیں اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات سے ہے۔ انہوں نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ چاہے کمزور ہی سہی لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام لیوا اب بھی دنیا میں موجود ہیں اور اب بھی مسلمانوں کی قومی زندگی کی رگ پھڑک رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے جس طرح نماز اور روزہ اور زکوٰۃ کو ضروری قرار دیا ہے اسی طرح اُس نے حج کو بھی ایک ضروری فریضہ قرار دیا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 30)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ کی ناراضگی سے بچو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو

(2585) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے اور خود بھی ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔

(2586) نعمان بن بشیر سے روایت کی کہ ان کے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ان کو لائے اور کہا: میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو اسی طرح دیا ہے جیسے اس کو؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا: اس کو واپس لے لو۔

(2587) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے باپ نے ایک عطیہ مجھے دیا تو عمرہ بنت رواحہؓ نے کہا: میں اُسوقت تک راضی نہیں ہونگی جب تک تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گواہ نہ ٹھہراؤ۔ اس پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئے اور کہا: میں نے اپنے اس بیٹے کو جو عمرہ بنت رواحہؓ سے ہے، ایک عطیہ دیا ہے اور اس نے مجھ سے کہا ہے کہ میں آپؐ کو یا رسول اللہ گواہ ٹھہراؤں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم نے اپنے باقی تمام بیٹوں کو اسی طرح دیا ہے۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی ناراضگی سے بچو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔ اس پر وہ لَوٹ آئے اور انہوں نے اپنا عطیہ واپس لے لیا۔ (بخاری کتاب الھبہ)

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور 17 مئی 2024 (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز جوابات
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
ممبران مجلس خدام الاحمدیہ ناروے کی حضور انور سے ملاقات
جنازہ حاضر وغائب۔ وصایا، نظم
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال وجواب
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

● میں قرآن کریم، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں اسی موقف پر قائم ہوں کہ کسی بھی سلسلہ کا پہلا اور آخری نبی یا وہ نبی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہو کہ وہ اسے انسانوں کی دسترس سے بچائے گا، قتل نہیں ہو سکتے

● باقی انبیاء کے لیے قتل نفس کوئی معیوب بات نہیں اور اس سے نبی کی شان میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا کیونکہ قتل بھی شہادت ہوتی ہے مگر ہاں ناکام قتل ہو جانا انبیاء کی شان کے خلاف ہے، پس جب ایک نبی اپنا کام پورا کر چکے تو پھر وہ طبعی طور پر فوت ہو یا کسی کے ہاتھ سے شہید ہو جائے اس میں کوئی ہرج کی بات نہیں، کیونکہ کامیابی کی موت پر نہ کسی کو تعجب ہوتا ہے اور نہ دشمن کو خوشی ہوتی ہے

● حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد ارشادات سے آپؑ کا موقف بخوبی واضح ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا قتل ہوئے تھے

● وَكَاَيِّنْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَيَحْيٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَبِيْهِ (حمامۃ البشریٰ)

● حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل تھے کہ خدا تعالیٰ کا کوئی نبی قتل نہیں ہو سکتا اور ہم ہمیشہ آپ سے اس معاملہ میں بحث کیا کرتے اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں سے حوالہ جات نکال نکال کر دکھایا کرتے آخر ۱۹۱۰ء کے قریب انہوں نے اقرار کیا کہ اب آئندہ کے لیے میں اس مسئلہ کو بیان نہیں کروں گا (حضرت مصلح موعودؓ)

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ

اس آیت میں آسمانوں، زمین اور پہاڑوں سے مراد ان میں بسنے والی تمام مخلوقات ہیں، جنہوں نے اس امانت کا حق ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور پھر انسان جسے اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کا مقام عطا فرمایا ہے اس نے نتائج کی پرواہ کیے بغیر اس امانت کو اٹھا لیا

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط70)

سوال: کراچی پاکستان سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا موقف ہے کہ انبیاء قتل ہو سکتے ہیں اور حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل ہوئے تھے، جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ انبیاء قتل نہیں ہو سکتے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قتل تاریخ سے ثابت نہیں، یہ دونوں موقف بظاہر متضاد معلوم ہوتے ہیں اس بارے میں راہنمائی کی درخواست ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ ۲۳ رنومبر ۲۰۲۲ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل بصیرت افروز ہدایات سے نوازا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا علیہما السلام کے قتل کے بارے میں تاریخ و سیرت کی کتب میں اور علمائے سلف کے نظریات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ قرآنی آیات سے استدلال اور احادیث کی تشریح کی روشنی میں جماعت احمدیہ میں بھی اس بارے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ میری رائے اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق ہے اور میں قرآن کریم، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں اسی موقف پر قائم ہوں کہ کسی بھی سلسلہ کا پہلا اور آخری نبی یا وہ نبی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہو کہ وہ اسے انسانوں کی دسترس سے بچائے گا، قتل نہیں ہو سکتے۔ ان کے علاوہ باقی انبیاء کے لیے قتل نفس کوئی معیوب بات نہیں اور اس سے نبی کی شان میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا کیونکہ قتل بھی شہادت ہوتی ہے۔ مگر ہاں ناکام قتل ہو جانا انبیاء کی شان کے خلاف ہے۔ پس جب ایک نبی اپنا کام پورا کر چکے تو پھر وہ طبعی طور پر فوت ہو یا کسی کے ہاتھ سے شہید ہو جائے اس میں کوئی ہرج کی بات نہیں۔ کیونکہ کامیابی کی موت پر نہ کسی کو تعجب ہوتا ہے اور نہ دشمن کو خوشی ہوتی ہے۔

پس حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا علیہما السلام کسی سلسلہ کے پہلے اور آخری نبی نہیں تھے اور نہ ہی ان کے بارے میں خدا تعالیٰ کا کوئی ایسا وعدہ مذکور ہے کہ وہ انہیں دشمن کے ہاتھ سے ضرور محفوظ رکھے گا۔ اسی طرح ہمارا ایمان ہے کہ جب ان انبیاء کی شہادت ہوئی تو یقیناً وہ اپنی ان ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا کر چکے تھے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے سپرد فرمائی تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد ارشادات سے آپؑ کا موقف بخوبی واضح ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا قتل ہوئے تھے۔ چنانچہ قرآنی آیت اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ۔ (سورۃ البقرہ: 88) کا ترجمہ کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: یعنی اے بنی اسرائیل! کیا تمہاری یہ عادت ہو گئی کہ ہر ایک رسول جو تمہارے پاس آیا تو تم نے بعض کی ان میں سے تکذیب کی اور بعض کو قتل کر ڈالا۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۴)

اپنی عربی تصنیف حمامۃ البشریٰ میں آپ لکھتے ہیں: وما كان موت القتل نقصًا لأنبياء وكسرًا لشأنهم وعزّتهم، وكأين من النبيّين قُتلوا في سبيل الله كيحيى عليه السلام وأبيه، فتفكرْ واطلبْ صراط المهتدين ولا تجلس مع الغاوين۔

(حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 255 حاشیہ)

یعنی قتل کے ذریعہ مرنا اس (اللہ) کے انبیاء کے لیے کوئی نقص نہیں ہے، اور نہ ان کی کسر شان ہے اور نہ ہی ان کی عزت کے منافی ہے۔ اور کتنے ہی نبی ایسے ہیں جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے جیسے یحییٰ علیہ السلام اور ان کے والد۔ پس غور کر اور ہدایت یافتہ لوگوں کی راہ طلب کر اور گمراہوں کے ساتھ مت بیٹھ۔

اپنی تصنیف تحفہ گولڑویہ میں آپؑ فرماتے ہیں: كَمَا کا لفظ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور آنحضرتؐ کی مشابہت کے لیے قرآن نے استعمال کیا ہے وہی كَمَا کا لفظ آیت كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ میں وارد ہے جو اسی قسم کی مغائرت چاہتا ہے جو حضرت موسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے۔ یاد رہے کہ اسلام کا بارھواں خلیفہ جو تیرھویں صدی کے سر پر ہونا چاہیے وہ یحییٰ نبی کے مقابل پر ہے جس کا ایک پلید قوم کے لیے سر کاٹا گیا (سمجھنے والا سمجھ لے) اس لئے ضروری ہے کہ بارھواں خلیفہ قریشی ہو جیسا کہ حضرت یحییٰ اسرائیلی ہیں لیکن اسلام کا تیرھواں خلیفہ جو چودھویں صدی کے سر پر ہونا چاہیے جس کا نام مسیح موعود ہے اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ قریش میں سے نہ ہو جیسا کہ حضرت عیسیٰ اسرائیلی نہیں ہیں۔ سید احمد صاحب بریلوی سلسلہ خلافت محمدیہ کے بارھویں خلیفہ ہیں جو حضرت یحییٰ کے مثیل ہیں اور سید ہیں۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 193 تا 194)

ازالۂ اوہام میں حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں: ایسا ہی حضرت یحییٰ نے بھی یہودیوں کے فقیہوں اور بزرگوں کو سانپوں کے بچے کہہ کر ان کی شرارتوں اور کارسازیوں سے اپنا سر کٹوایا۔

(ازالۂ اوہام حصہ اوّل، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 110)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان ارشادات کی روشنی میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا موقف بھی یہی تھا کہ حضرت یحییٰ قتل ہوئے تھے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بھی اس مسئلہ پر بحث اٹھی تھی جس پر آپؓ نے اس موضوع پر تین خطبات جمعہ ارشاد فرمائے، جن میں آپؓ نے اس بات کو ثابت کیا کہ حضرت یحییٰ شہید ہوئے تھے

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جس دن حضرت زیدؓ اور خبیبؓ دونوں شہید کیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا گیا کہ آپؐ فرما رہے تھے:
وَعَلَيْكُمَا السَّلَامُ اور تم دونوں پر بھی سلامتی ہو

سریہ رجیع کے امیر حضرت عاصم بن ثابتؓ نے دعا کی کہ اے اللہ! ہمارے متعلق اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرما دے

جب عَضَل اور قارہ کے یہ غدار لوگ عسفان اور مکہ کے درمیان پہنچے تو انہوں نے بنولحیان کو خفیہ خفیہ اطلاع بھجوا دی کہ مسلمان ہمارے ساتھ آ رہے ہیں تم آ جاؤ۔ جس پر قبیلہ بنولحیان کے دوسو نوجوان جن میں سے ایک سو تیرانداز تھے مسلمانوں کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے اور مقام رجیع میں ان کو آ دبایا

حضرت زیدؓ کا جواب سن کر ابوسفیان بے اختیار بولا:
’’واللہ! میں نے کسی شخص کو کسی شخص کے ساتھ ایسی محبت کرتے نہیں دیکھا جیسی کہ اصحابِ محمدؐ کو محمدؐ سے ہے۔‘‘

حارث کی بیٹی کہا کرتی تھی کہ بخدا! میں نے کبھی ایسا قیدی نہیں دیکھا جو خُبیب سے بہتر ہو اور پھر کہنے لگی کہ اللہ کی قسم! میں نے ایک دن ان کو دیکھا کہ انگور کا خوشہ ان کے ہاتھ میں ہے اور وہ اسے کھا رہے ہیں اور وہ زنجیر میں جکڑے ہوئے تھے اور ان دنوں مکہ میں کوئی پھل بھی نہ تھا۔ کہتی تھیں یہ اللہ کی طرف سے رزق تھا جو اس نے خُبیب کو دیا

سریہ رجیع کی روشنی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ، صحابہ کرامؓ کی قربانیوں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و وفا کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17؍مئی 2024ء بمطابق 17؍ہجرت 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ○
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ○

سریہ رجیع کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس کی مزید تفصیل احادیث اور تاریخ میں جو بیان ہوئی ہے وہ اس طرح ہے۔ صحیح بخاری میں واقعہ رجیع کی بابت تفصیلات اس طرح بیان ہوئی ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمی سریہ کے طور پر حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجے اور ان پر حضرت عاصم بن ثابت انصاریؓ کو امیر مقرر فرمایا۔ وہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب وہ ھَدَاَہ میں تھے اور وہ عُسفان اور مکہ کے درمیان ہے تو ھُذَیل کی شاخ جنہیں بنولحیان کہتے تھے، سے ان کا ذکر کیا گیا تو اس مخالف قبیلے سے ان مسلمانوں کے لیے تقریباً دو سو آدمی نکل کھڑے ہوئے۔ وہ سب تیرانداز تھے۔ وہ لوگ مسلمانوں کے نشانوں کے پیچھے گئے یہاں تک کہ انہوں نے ان کی کھجوریں کھانے کی جگہ کو پا لیا اور صحابہؓ نے یہ کھجوریں مدینہ سے زادِراہ کے طور پر لی تھیں۔ بنولحیان نے پہچان کے کہا یہ یثرب کی کھجوریں ہیں۔ وہ ان کے نشانات کے پیچھے گئے۔ جب حضرت عاصمؓ اور ان کے ساتھیوں نے ان کو دیکھا تو انہوں نے ایک ٹیلے پر پناہ لی۔ ان لوگوں نے ان کو گھیر لیا اور انہوں نے ان سے کہا نیچے اتر آؤ یعنی مخالفین نے کہا نیچے اتر آؤ۔ تم اپنے آپ کو ہمارے سپرد کر دو۔ تمہارے لیے عہد و پیمان ہے۔ ہم تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ سریہ کے امیر حضرت عاصم بن ثابتؓ نے کہا: جہاں تک میرا تعلق ہے بخدا! میں ایک کافر کی پناہ میں نہیں اتروں گا۔ پھر آپؓ نے دعا کی کہ اے اللہ! ہمارے متعلق اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرما دے۔

ان لوگوں نے، دشمنوں نے پھر ان لوگوں پر جو یہ صحابہؓ تھے ان پر تیر چلائے اور انہوں نے حضرت عاصمؓ کو سات صحابہؓ سمیت قتل کر دیا۔ تین آدمی عہد و پیمان پر ان کے پاس اتر آئے۔ ان میں خُبیب انصاریؓ اور ابنِ دَثِنَہؓ اور ایک اَور شخص تھے ان کا نام عبداللہ بن طارق تھا۔ مخالفین نے تینوں کو قابو کر لیا۔ انہوں نے اپنے کمانوں کے تانت کھولے اور ان کو باندھ لیا۔ اس پر تیسرے شخص نے کہا یہ پہلی غداری ہے۔ اللہ کی قسم! میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ یقیناً ان لوگوں میں اسوہ ہے۔ ان کی مراد شہداء سے تھی۔ انہوں نے اس صحابی کو کھینچا اور انہیں اس پر مجبور کیا کہ وہ ان کے ساتھ چلیں۔ انہوں نے انکار کر دیا تو انہوں نے ان کو بھی شہید کر دیا اور وہ حضرت خُبیبؓ اور حضرت ابن دَثِنَہؓ کو لے گئے یہاں تک کہ ان کو مکہ میں فروخت کر دیا۔ حضرت خُبیبؓ کو بنو حارث بن عامر بن نوفل بن عبدِ مَنَاف نے خرید لیا اور حضرت خُبیبؓ ہی تھے جنہوں نے حارث بن عامر کو بدر کے دن قتل کیا تھا۔ حضرت خُبیبؓ ان کے پاس قیدی رہے۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجهاد والسیر باب هل یستاسر الرجل؟ ومن لم یستاسر... حدیث 3045)

گو بخاری کی روایت کے مطابق تو دس صحابہؓ کی یہ پارٹی جاسوسی کے لیے ہی تھی اور چھپتے چھپاتے جا رہی تھی کہ یثرب کی گٹھلیوں کو پہچان کر ایک عورت نے شور مچا دیا اور دشمن نے ان پر حملہ کر دیا لیکن زیادہ تر سیرت نگار یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ پارٹی اردگرد کے حالات کا جائزہ لینے کے لیے تیار ہی تھی۔ ابھی گئی نہیں تھی کہ اس آنے والے وفد کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پارٹی کو روانہ کر دیا۔

اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی تاریخ کی مختلف کتابوں سے جو اخذ کیا ہے اس میں یہی بیان فرمایا ہے کہ اس پارٹی کے ساتھ گئے تھے، لوگوں کے ساتھ گئے تھے اس لیے بخاری یا جن کتب سیرت میں ان کے چھپ کر سفر کرنے کا ذکر ہے وہ راویوں کا سہو معلوم ہوتا ہے کیونکہ اب اس پارٹی کو چھپنے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ اب تو یہ عَضَل اور قارہ کے لوگوں کے ساتھ جا رہے تھے۔ ہاں یہ ضرور قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جب یہ عُسفان اور مکہ کے درمیان پہنچے ہیں تو عَضَل اور قارہ کے لوگوں نے جو دراصل ایک سازش کے تحت ان لوگوں کو لے کر آئے تھے یہاں پہنچ کر بدعہدی کرتے ہوئے اور پہلے سے طے شدہ منصوبے کے تحت بنولحیان کو اطلاع کر دی ہوگی اور وہ دوسو حملہ آوروں کے ساتھ وہاں پہنچ گئے۔ واللہ اعلم

بہرحال بنولحیان کے دوسو لوگ جن میں ایک سو ماہر تیرانداز تھے وہ حملہ آور ہوئے اور انہوں نے صحابہؓ کو

گھیر لیا۔ جب امیر لشکر حضرت عاصمؓ اور ان کے ساتھیوں کو ان لوگوں کے بارے میں علم ہوا تو وہ لوگ ایک فَدْفَدْ نامی پہاڑی پر چڑھ گئے۔ ایک روایت میں اس کا نام قَرْدَدْ بیان ہوا ہے۔ مشرکین نے صحابہؓ کو گھیر لیا اور کہنے لگے کہ اگر تم ہماری طرف نیچے اتر آؤ تو ہم تم سے عہد و پیمان کرتے ہیں ہم کسی کو بھی قتل نہیں کریں گے۔ اللہ کی قسم! یقیناً ہم تمہیں قتل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ بس ہمارا صرف یہ ارادہ ہے کہ مکہ والوں سے تمہاری وجہ سے کچھ حاصل کریں۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد6،صفحہ40، دار الکتب العلمیة بیروت،لبنان)

اس پر حضرت عاصمؓ نے کہا کہ خدا کی قسم! میں کسی کافر کی پناہ لینے کے لیے نہیں اتروں گا۔ مَیں نے نذر مان رکھی ہے کہ زندگی بھر کسی مشرک کی پناہ قبول نہیں کروں گا۔ ان کے دوسرے دونوں ساتھیوں کا جواب بھی یہی تھا کہ ہم ہرگز مشرک کا عہد و پیمان قبول نہیں کریں گے۔ اس موقع پر حضرت عاصمؓ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ ’’اَللّٰھُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا نَبِیَّكَ‘‘۔ اے خدا! اپنے نبیؐ کو تو ہمارے حالات سے باخبر کر دے۔ بہرحال پھر دونوں کی باقاعدہ لڑائی شروع ہوگئی۔ (ماخوذ از سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد6 صفحہ 453 مطبوعہ دار السلام ریاض 1434ھ)

لشکر کے امیر حضرت عاصمؓ اپنی جوانمردی اور بہادری کے جوہر دکھا رہے تھے اور ساتھ ساتھ یہ اشعار پڑھ رہے تھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ میں کس وجہ سے ہتھیار ڈالوں؟ حالانکہ میں بہادر اور ماہر تیر انداز ہوں اور میری کمان میں بڑی مضبوط تانت لگی ہوئی ہے۔ اس کمان کے پہلو سے لمبے چوڑے تیز دھار تیر تیزی سے نکلتے ہیں۔ موت برحق ہے اور زندگی کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مقدر کر دیا ہے وہ آدمی پر نازل ہو کر رہے گا۔ انسان کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اگر میں تم سے نہ لڑوں تو میری ماں مجھے گم پائے۔ یہ ان شعروں کا ترجمہ ہے۔ تمام صحابہ کرامؓ بڑی بہادری اور دلیری سے دشمن کے سامنے ڈٹ گئے، ان کا مقابلہ کرتے رہے۔

حضرت عاصمؓ دشمنوں پر تیر برسانے لگے حتی کہ سارے تیر ختم ہو گئے۔ پھر نیزہ تھام کر مقابلہ کرتے رہے۔ نیزہ بھی ٹوٹ گیا اور صرف تلوار باقی رہ گئی۔ جب انہیں اپنی شہادت کا یقین ہو گیا تو اپنے ستر کے متعلق خطرہ لاحق ہوا کیونکہ دشمن جسے شہید کرتے تھے اس کی لاش کو روندتے اور برہنہ کر دیتے تھے۔ اس وقت انہوں نے اپنے خدا سے یوں التجا کی۔

اَللّٰھُمَّ حَمَیْتُ دِیْنَكَ أَوَّلَ نَهَارِیْ فَاحْمِ لِیْ لَحْمِیْ آخِرَهٗ کہ اے اللہ! میں نے دن کے شروع سے تیرے دین کی حفاظت کی ہے۔ اب دن کے آخر میں میرے جسم کی حفاظت تُو فرمانا۔ یہ دعا کر کے پھر لڑائی میں مشغول ہو گئے۔ تلوار کے دستے سے بھی دو آدمیوں کو شدید زخمی اور ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ پھر پیغامِ اجل آ پہنچا اور جامِ شہادت نوش فرما گئے اور یوں اپنے باقی چھ ساتھیوں سمیت شہادت کے عظیم منصب پر فائز ہو گئے۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد 7 صفحہ 140 مطبوعہ بزم اقبال لاہور 2022ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ صفر سنہ 4 ہجری میں اپنے دس صحابیوں کی ایک پارٹی تیار کی اور ان پر عاصم بن ثابتؓ کو امیر مقرر فرمایا اور ان کو یہ حکم دیا کہ وہ خفیہ خفیہ مکہ کے قریب جا کر قریش کے حالات دریافت کریں اور ان کی کارروائیوں اور ارادوں سے آپؐ کو اطلاع دیں۔ لیکن ابھی یہ پارٹی روانہ نہیں ہوئی تھی کہ قبائل عَضَل اور قارَہ کے چند لوگ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے قبائل میں بہت سے آدمی اسلام کی طرف مائل ہیں۔ آپؐ چند آدمی ہمارے ساتھ روانہ فرمائیں جو ہمیں مسلمان بنائیں اور اسلام کی تعلیم دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی یہ خواہش معلوم کر کے خوش ہوئے اور وہی پارٹی جو خبر رسانی کے لیے تیار کی گئی تھی ان کے ساتھ روانہ فرما دی۔ لیکن دراصل جیسا کہ بعد میں معلوم ہوا یہ لوگ جھوٹے تھے اور بنولحیان کی انگیخت پر مدینہ میں آئے تھے جنہوں نے اپنے رئیس سفیان بن خالد کے قتل کا بدلہ لینے کے لیے یہ چال چلی تھی کہ اس بہانہ سے مسلمان مدینہ سے نکلیں تو ان پر حملہ کر دیا جاوے اور بنولحیان نے اس خدمت کے معاوضہ میں عَضَل اور قارَہ کے لوگوں کے لیے بہت سے اونٹ انعام کے طور پر مقرر کئے تھے۔ جب عَضَل اور قارَہ کے یہ غدار لوگ عُسفان اور مکہ کے درمیان پہنچے تو انہوں نے بنولحیان کو خفیہ خفیہ اطلاع بھجوا دی کہ مسلمان ہمارے ساتھ آ رہے ہیں تم آ جاؤ۔ جس پر قبیلہ بنولحیان کے دو سو نوجوان جن میں سے ایک سو تیر انداز تھے مسلمانوں کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے اور مقام رجیع میں ان کو آ دبایا۔

دس آدمی دو سو سپاہیوں کا کیا مقابلہ کر سکتے تھے، لیکن مسلمانوں کو ہتھیار ڈالنے کی تعلیم نہیں دی گئی تھی۔ فوراً یہ صحابی ایک قریب کے ٹیلہ پر چڑھ کر مقابلہ کے واسطے تیار ہو گئے۔ کفار نے جن کے نزدیک دھوکا دینا کوئی معیوب فعل نہیں تھا ان کو آواز دی کہ تم پہاڑی پر سے نیچے اتر آؤ ہم تم سے پختہ عہد کرتے ہیں کہ تمہیں قتل نہیں کریں گے۔ عاصم نے جواب دیا کہ ’’ہمیں تمہارے عہد و پیمان کا کوئی اعتبار نہیں ہے ہم تمہاری اس ذمہ داری پر نہیں اتر سکتے۔‘‘ اور پھر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا۔ ’’اے خدا! تُو ہماری حالت کو دیکھ رہا ہے۔ اپنے رسولؐ کو ہماری اس حالت سے اطلاع پہنچا دے۔‘‘ غرض عاصم اور اس کے ساتھیوں نے مقابلہ کیا۔ بالآخر لڑتے لڑتے شہید ہوئے۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 513-514)

حضرت عاصم بن ثابتؓ کی نعش کی خدائی حفاظت کس طرح ہوئی؟ جو پہلے انہوں نے دعا کی تھی ناں کہ اللہ تعالیٰ میری نعش کی حفاظت کر۔ اس بارہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ مزید لکھتے ہیں کہ ’’اسی واقعہ رجیع کی ضمن میں یہ روایت بھی آتی ہے کہ جب قریش مکہ کو یہ اطلاع ملی کہ جو لوگ بنولحیان کے ہاتھ سے رجیع میں شہید ہوئے تھے ان میں عاصم بن ثابتؓ بھی تھے۔ تو چونکہ عاصم نے بدر کے موقعہ پر قریش کے ایک بڑے رئیس کو قتل کیا تھا، اس لئے انہوں نے رجیع کی طرف خاص آدمی روانہ کئے اور ان آدمیوں کو تاکید کی کہ عاصم کا سر یا جسم کا کوئی عضو کاٹ کر اپنے ساتھ لائیں تا کہ انہیں تسلی ہو اور ان کا جذبہ انتقام تسکین پائے۔ ایک اَور روایت میں آتا ہے کہ جس شخص کو عاصم نے قتل کیا تھا اس کی ماں ’’سُلَافَہ بنتِ سَعْد‘‘ نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ اپنے بیٹے کے قاتل کی کھوپڑی میں شراب ڈال کر پیئے گی‘‘ اور اس نے یہ انعام مقرر کیا تھا کہ جو اس کی کھوپڑی لائے گا اس کو سو اونٹ دیئے جائیں گے۔ اتنی زیادہ ان میں انتقام کی اور غضب کی آگ تھی ’’لیکن خدائی تصرف ایسا ہوا کہ یہ لوگ وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ زنبوروں اور شہد کی نرمکھیوں کے جھنڈ کے جھنڈ عاصم کی لاش پر ڈیرہ ڈالے بیٹھے ہیں اور کسی طرح وہاں سے اٹھنے میں نہیں آتے۔ ان لوگوں نے بڑی کوشش کی کہ یہ زنبور اور مکھیاں وہاں سے اڑ جائیں مگر کوئی کوشش کامیاب نہ ہوئی۔ آخر مجبور ہو کر یہ لوگ خائب و خاسر واپس لوٹ گئے۔ اس کے بعد جلد ہی بارش کا ایک طوفان آیا اور عاصم کی لاش کو وہاں سے بہا کر کہیں کا کہیں لے گیا۔ لکھا ہے کہ عاصم نے مسلمان ہونے پر یہ عہد کیا تھا کہ آئندہ وہ ہر قسم کی مشرکانہ چیز سے قطعی پرہیز کریں گے حتّٰی کہ مشرک کے ساتھ چھوئیں گے بھی نہیں۔ حضرت عمرؓ کو جب ان کی شہادت اور اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو حضرت عمرؓ کہنے لگے کہ خدا بھی اپنے بندوں کے جذبات کی کتنی پاسداری فرماتا ہے۔ موت کے بعد بھی اس نے عاصم کے عہد کو پورا کروایا اور مشرکین کے مس سے انہیں محفوظ رکھا۔‘‘

(ماخوذ سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 516)

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ352 دار الکتب العلمیة بیروت 1990ء)

(المواھب اللدنیہ جلد اوّل صفحہ 424 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت 2004ء)

حضرت عاصمؓ کو حَمِیُّ الدَّبْرِ بھی کہا جاتا ہے یعنی وہ جسے بھڑوں یا شہد کی مکھیوں کے ذریعہ بچایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے موت کے بعد بھڑوں کے ذریعہ ان کی حفاظت کی۔ پھر حضرت مُعَتِّبْ بنِ عُبَیدؓ اور دوسرے مظلوموں کی شہادت کا ذکر ہے۔ حضرت مُعَتِّب بن عُبَیدؓ لڑتے لڑتے شدید زخمی ہو گئے۔ دشمنوں نے ان تک رسائی حاصل کر کے انہیں شہید کر دیا۔ ان کے علاوہ پانچ اَور صحابہؓ بھی اسی طرح مردانہ وار لڑتے لڑتے دشمن کے تیروں کی زد میں آ کر شہید ہو گئے۔ اس طرح کل سات صحابہؓ شہید ہو گئے۔ اب صرف تین صحابہؓ رہ گئے تھے حضرت خُبَیب بن عَدِیؓ، حضرت زَید بن دَثِنَہؓ اور حضرت عبداللہ بن طارقؓ۔

(الاصابہ جلد 3 صفحہ 461 مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت 1995ء)

(سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد6 صفحہ 454 مطبوعہ دار السلام ریاض 1434ھ)

دشمنوں نے ان تینوں صحابہؓ سے عہد و پیمان کیا کہ ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے اور تمہیں امان دیتے ہیں۔ تم اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو۔ اس پر وہ صحابہؓ پہاڑی پر سے ان کی طرف اتر آئے۔ جب مخالفین نے ان صحابہؓ پر قابو پا لیا تو انہوں نے اپنی کمانوں کی یعنی مخالفین نے اپنی کمانوں کی تانتوں کو کھولا اور صحابہ کو ان سے باندھ دیا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن طارقؓ نے کہا یہ پہلی بدعہدی ہے۔ اللہ کی قسم! میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ ان شہید ہونے والوں کی اقتدا ہی مجھے پسند ہے۔ مخالفین نے زبردستی ان کو کھینچنا چاہا بہت کوشش کی کہ ساتھ چلیں لیکن عبداللہ بن طارق نے ایسا نہ کیا تو انہوں نے عبداللہ کو بھی شہید کر دیا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد6،صفحہ41، دار الکتب العلمیة بیروت،لبنان)

بعض روایات کے مطابق مخالفین ان تینوں اصحاب کو قیدی بنا کر مکہ کی جانب رواں دواں تھے۔ وہ انہیں مکہ والوں کے ہاتھ بیچنا چاہتے تھے۔ جب یہ قافلہ مکہ مکرمہ سے بائیس کلومیٹر دُور شمال کی جانب واقع مَرُّ الظَّهْرَان کے مقام پر پہنچا تو حضرت عبداللہ بن طارقؓ نے اپنے ہاتھ کھول لیے اور تلوار سونت کر مقابلہ کرنے کے لئے کمربستہ ہو گئے۔ جب دشمنوں نے ایسا جذبہ جہاد دیکھا تو فوراً پیچھے ہٹ گئے اور سنگباری کرنے لگے حتی کہ حضرت عبداللہ بن طارق کو شہید کر دیا۔ ان کی قبر مَرُّ الظَّهْرَان ہی میں ہے۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد 7، صفحہ 141 مطبوعہ بزم اقبال لاہور 2022ء)

اس بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ ’’جب سات صحابہؓ مارے گئے اور صرف خُبَیب بن عَدِی اور زید بن دَثِنہ اور ایک اَور صحابی باقی رہ گئے تو کفار نے جن کی اصل خواہش ان لوگوں کو زندہ پکڑنے کی تھی پھر آواز دے کر کہا کہ اب بھی نیچے اتر آؤ۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچائیں گے۔ اب کی دفعہ یہ سادہ لوح مسلمان ان کے پھندے میں آ کر نیچے اتر آئے، مگر نیچے اترتے ہی کفار نے ان کو اپنی تیر کمانوں کی تندیوں سے جکڑ کر باندھ لیا۔ اس پر خُبَیب اور زید کے ساتھی سے جن کا نام تاریخ میں عبداللہ بن طارق مذکور ہوا صبر نہ ہو سکا اور انہوں نے پکار کر کہا۔ ’’یہ تمہاری پہلی بدعہدی ہے‘‘ اور نہ معلوم تم آگے چل کر کیا کرو گے! اور عبداللہ نے ان کے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا۔ جس پر کفار تھوڑی دُور تک تو عبداللہ کو گھسیٹتے ہوئے اور زدوکوب کرتے ہوئے لے گئے اور پھر انہیں قتل کر کے وہیں پھینک دیا اور چونکہ اب ان کا انتقام پورا ہو چکا تھا۔ وہ قریش کو خوش کرنے کے لئے نیز روپے کی لالچ سے خُبَیب اور زید کو ساتھ لے کر مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر انہیں قریش کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ چنانچہ خُبَیب کو تو حارث بن عامر بن نوفل کے لڑکوں نے خرید لیا کیونکہ خُبَیب نے بدر کی جنگ میں حارث کو قتل کیا تھا۔ اور زید کو صفوان بن امیہ نے خرید لیا۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 514)

حضرت خُبَیب بن عَدِیؓ اور حضرت زید بن دَثِنَہؓ کو مشرکین نے قید کرلیا اور انہیں مکہ ساتھ لے گئے۔ مکہ پہنچ کر ان دونوں صحابہ کو فروخت کر دیا گیا۔ حارث بن عامر کے بیٹوں نے جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے حضرت خُبیبؓ کو خریدا تھا تاکہ وہ اپنے باپ حارث کے قتل کا بدلہ لے سکیں جسے بدر کے روز خُبیب نے قتل کیا تھا۔ ابنِ اسحاق کے مطابق حُجَیر بن اَبُو اِھَاب تَمِیمِی نے حضرت خُبَیبؓ کو خریدا تھا جو حارث کی اولاد کا حلیف تھا۔ اس سے حارث کے بیٹے عُقبہ نے حضرت خُبَیبؓ کو خریدا تھا تاکہ اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لے سکے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عقبہ بن حارث نے حضرت خُبیبؓ کو بنونجار سے خریدا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابو اِھَاب، عِکْرِمَہ بن ابو جہل، اَخْنَس بن شُرَیق، عُبَیدہ بن حکیم، امیہ بن ابوعُتْبہ حَضْرَمِی کے بیٹوں نے اور صَفْوَان بن اُمَیَّہ نے مل کر حضرت خُبیبؓ کو خریدا تھا۔ یہ سب وہ افراد تھے جن کے آباء غزوۂ بدر میں قتل کیے گئے تھے۔ ان سب نے حضرت خُبَیبؓ کو خرید کر عُقْبہ بن حارِث کو دے دیا تھا جس نے انہیں اپنے گھر میں قید کرلیا۔

(الاستیعاب جزء2 صفحہ440،442 دار الجیل بیروت 1992ء)

ابن ہشام کہتے ہیں کہ انہوں نے ان دونوں یعنی حضرت خُبَیبؓ اور حضرت زید بن دَثِنَہؓ کو ھُذَیل کے ان قیدیوں کے بدلہ میں بیچا جو مکہ میں تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت زیدؓ کو سونے کے ایک مثقال کے بدلے میں بیچا گیا اور ایک قول کے مطابق پچاس اونٹوں کے بدلہ میں وہ بیچے گئے اور حضرت خُبیب کو بھی پچاس اونٹوں کے بدلہ میں بیچا گیا۔ بعض روایات کے مطابق حضرت خُبیبؓ کو سو اونٹوں کے بدلہ میں اور ایک روایت کے مطابق انہیں اسّی مثقال سونے کے عوض فروخت کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ان میں چند لوگ قریش کے شریک ہوئے اور وہ ان دونوں یعنی حضرت خُبیبؓ اور زید بن دَثِنَہؓ کو لے کر حرمت والے مہینے ذوالقعدہ میں داخل ہوئے اور ان کو قید میں رکھا یہاں تک کہ حرمت والے مہینے گزر گئے۔

(امتاع الاسماع جزء 13 صفحہ 275 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد 7 صفحہ 142 مطبوعہ بزم اقبال لاہور 2022ء)

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد6، صفحہ41، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

گذشتہ خطبہ میں مَیں حرمت والے مہینوں کے بارے میں تفصیل سے بحث بیان کر چکا ہوں۔ ابنِ اسحاق اور ابنِ سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت زیدؓ کو صَفْوَان بن امیہ نے خریدا تھا تاکہ اپنے باپ امیہ بن خَلَف کے بدلے قتل کرے۔ صَفْوَان بعد میں مسلمان ہو گیا تھا۔ اس نے ان کو بنوجُمَح کے لوگوں کے پاس قید کر رکھا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اپنے غلام نِسطَاس کے پاس رکھا۔ پس جب حرمت والے مہینے ختم ہو گئے تو صفوان نے اپنے غلام نِسطَاس کو تَنعیم کی طرف بھیجا۔ تنعیم مکہ سے مدینہ اور شام کی سمت میں تین یا چار میل پر ایک مقام ہے۔ بہرحال ان کو حرم سے نکالا تاکہ ان کو قتل کریں اور قریش کی جماعت بھی جمع ہو گئی۔ ان میں ابوسفیان بن حَرْب بھی تھا۔ جس وقت ان کو قتل کرنے کے لیے لایا گیا تو ابوسفیان نے ان سے کہا اے زید! میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ کیا تُو یہ پسند کرتا ہے کہ تیری جگہ اس وقت ہمارے پاس محمد ہوں اور ہم اس کی گردن مار دیں اور تُو اپنے اہل وعیال میں رہے؟ حضرت زیدؓ نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے اتنا بھی پسند نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جس مکان میں ہیں وہاں ان کو کانٹا بھی چبھے جو اُن کو تکلیف دے اور میں اپنے اہل وعیال میں رہوں۔ اس پر ابوسفیان نے کہا مَیں نے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی سے ایسی محبت کرتا ہو جیسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرتے ہیں۔

پھر حضرت زیدؓ کو نِسطَاس نے قتل کر دیا۔ ایک روایت کے مطابق اس کے ساتھ قریش کے کچھ دیگر لوگوں نے مل کر ان کو تیر مارنا شروع کیے یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ بعد میں یہ نِسطَاس جو قاتل تھا یہ بھی مسلمان ہو گیا تھا۔ ابنِ عُقْبَہ نے ذکر کیا ہے کہ زید اور خُبیب دونوں ایک ہی دن شہید کیے گئے تھے۔ جس دن دونوں شہید کیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا گیا کہ آپؐ فرما رہے تھے کہ وَعَلَیْکُمَا السَّلَام اور تم دونوں پر بھی سلامتی ہو۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد6، صفحہ42، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(شرح زرقانی جلد2 صفحہ 493 بعث الرجیع مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1998ء)

(فرہنگ سیرت صفحہ 77 مطبوعہ زوار اکیڈمی کراچی)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ’’صفوان بن امیہ اپنے قیدی زید بن دثنہ کو ساتھ لے کر حرم سے باہر گیا۔ رؤساء قریش کا ایک مجمع ساتھ تھا۔ باہر پہنچ کر صفوان نے اپنے غلام نسطاس کو حکم دیا کہ زید کو قتل کر دو۔ نسطاس نے آگے بڑھ کر تلوار اٹھائی۔ اس وقت ابوسفیان بن حرب رئیس مکہ نے جو تماشائیوں میں موجود تھا آگے بڑھ کر زید سے کہا۔ ’’سچ کہو کیا تمہارا دل یہ نہیں چاہتا کہ اس وقت تمہاری جگہ ہمارے ہاتھوں میں محمدؐ ہوتا جسے ہم قتل کرتے اور تم بچ جاتے اور اپنے اہل وعیال میں خوشی کے دن گزارتے؟‘‘ زیدؓ کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور وہ غصہ میں بولے۔ ’’ابوسفیان! تم یہ کیا کہتے ہو؟ خدا کی قسم! میں تو یہ بھی نہیں پسند کرتا کہ میرے بچنے کے عوض رسول اللہؐ کے پاؤں میں ایک کانٹا تک چبھے۔‘‘ ابوسفیان بے اختیار ہو کر بولا۔ ’’واللہ! میں نے کسی شخص کو کسی شخص کے ساتھ ایسی محبت کرتے نہیں دیکھا جیسی کہ اصحاب محمدؐ کو محمدؐ سے ہے۔‘‘ اس کے بعد نِسطاس نے زید کو شہید کر دیا۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 516)

اس قتل کے واقعہ کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں: ’’اِس تماشہ کو دیکھنے والوں میں ابوسفیان رئیس مکہ بھی تھا۔ وہ زید کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ محمدؐ تمہاری جگہ پر ہو اور تم اپنے گھر میں آرام سے بیٹھے ہو؟ زیدؓ نے بڑے غصہ سے جواب دیا کہ ابوسفیان! تم کیا کہتے ہو؟ خدا کی قسم! میرے لیے مرنا اِس سے بہتر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں کو مدینہ کی گلیوں میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے۔ اِس فدائیت سے ابوسفیان متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور اس نے حیرت سے زید کی طرف دیکھا اور فوراً ہی دبی زبان میں کہا کہ خدا گواہ ہے کہ جس طرح محمدؐ کے ساتھ محمدؐ کے ساتھی محبت کرتے ہیں میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی اَور شخص کسی سے محبت کرتا ہو۔‘‘ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد20 صفحہ 262-263)

ایک سیرت نگار حضرت خُبیبؓ کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ حضرت خُبیبؓ حُجَیر بن ابو اِھَاب کی تحویل میں تھے اور حارث بن نوفل کے بیٹوں کے گھر میں رہ رہے تھے۔ انہوں نے حضرت خُبیبؓ کے ساتھ جارحانہ سلوک کیا۔ ان کے اس ناروا سلوک کو دیکھ کر حضرت خُبیبؓ نے کہا کوئی معزز قوم اپنے قیدی سے اس طرح کا رویہ نہیں رکھتی۔ بہرحال کافروں کے دل پر اس کا بہت اثر ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے ان سے اچھا سلوک کرنا شروع کر دیا۔ (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد 7 صفحہ 144 مطبوعہ بزم اقبال لاہور 2022ء)

ابنِ شہاب کہتے تھے کہ عبید اللہ بن عِیاض نے مجھے بتایا کہ حارث کی بیٹی نے ان سے ذکر کیا کہ جب کافروں نے اتفاق کرلیا کہ انہیں مار ڈالیں تو خُبیب نے ان سے استرا مانگا کہ اسے استعمال کریں۔ چنانچہ اس نے انہیں استرا دے دیا۔ حارث کی بیٹی کہتی ہے کہ اس وقت میری بے خبری کی حالت میں میرا ایک بچہ خُبیب کے پاس آیا اور انہوں نے اس کو لے لیا۔ اس نے کہا میں نے خُبیب کو دیکھا کہ وہ بچے کو اپنی ران پر بٹھائے ہوئے ہے اور استرا اس کے ہاتھ میں ہے۔ میں یہ دیکھ کر اتنا گھبرائی کہ خُبیب نے گھبراہٹ کو میرے چہرے سے پہچان لیا اور بولے۔ تم ڈرتی ہو کہ میں اسے مار ڈالوں گا؟ میں تو ایسا نہیں ہوں کہ یہ کروں۔ مسلمان وعدے کی پابندی کرتے ہیں اور ظلم نہیں کرتے۔

حارث کی بیٹی کہا کرتی تھی کہ بخدا! میں نے کبھی ایسا قیدی نہیں دیکھا جو خُبیب سے بہتر ہو اور پھر کہنے لگی کہ اللہ کی قسم! میں نے ایک دن ان کو دیکھا کہ انگور کا خوشہ ان کے ہاتھ میں ہے اور وہ اسے کھا رہے ہیں اور وہ زنجیر میں جکڑے ہوئے تھے اور ان دنوں مکہ میں کوئی پھل بھی نہ تھا۔ کہتی تھیں یہ اللہ کی طرف سے رزق تھا جو اس نے خُبیب کو دیا۔

جب قریش انہیں حرم سے باہر لے گئے کہ ایسی جگہ قتل کریں جو حرم نہیں ہے تو خُبیب نے ان سے کہا مجھے اجازت دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ انہوں نے ان کو اجازت دے دی۔ انہوں نے دو رکعت پڑھی اور کہنے لگے۔ اگر تم یہ خیال کرتے کہ میں اس وقت جس حالت میں نماز میں ہوں یہ گھبراہٹ کا نتیجہ ہے تو میں ضرور یہ نماز لمبی پڑھتا۔ یعنی اگر تمہیں وہم ہوتا میرا کہ میں شاید بچنے کے لیے لمبی نماز پڑھ رہا ہوں تو میں ضرور یہ نماز لمبی پڑھتا۔ میں نے تو اس لیے نماز لمبی نہیں پڑھی، چھوٹی پڑھی ہے کہ تمہیں یہ وہم نہ ہو جائے کہ میں نے شاید موت سے بچنے کے لیے گھبراہٹ میں نماز لمبی پڑھی ہے۔ اگر میرے دل میں یہ خیال نہ آتا کہ تمہارے دل میں کبھی یہ خیال آجائے کہ شاید میں اس لیے لمبی پڑھ رہا ہوں اور تم نارمل مجھے دیکھتے تو میں شاید نماز لمبی پڑھتا۔ بہرحال پھر انہوں نے اپنے خدا سے دعا مانگی اور یہ کہا کہ اے اللہ! ان کو ایک ایک کر کے ہلاک کر دے یعنی دشمنوں کو۔ دشمنوں کے خلاف دعا کی۔ حضرت خُبیب نے یہ شعر بھی پڑھے کہ

وَلَسْتُ اُبَالِی حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ
وَ ذٰلِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَ اِنْ یَّشَأْ
یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

جب میں مسلمان ہونے کی حالت میں مارا جا رہا ہوں تو مجھے پرواہ نہیں کہ کس کروٹ اللہ کی خاطر گروں گا اور میرا یہ گرنا اللہ کی ذات کے لیے ہے اور اگر وہ چاہے تو ٹکڑے کئے ہوئے جسم کے جوڑوں کو برکت دے سکتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر باب ھل یستاسر الرجل ومن لم یستاسر... حدیث 3045)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے خُبیب کی قید کے حالات کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ ’’ابھی یہ دونوں صحابی قریش کے پاس غلامی کی حالت میں قید تھے کہ ایک دن خُبیب نے حارث کی لڑکی سے اپنی ضرورت کے لئے ایک استرا مانگا اور اس نے دے دیا۔ جب یہ استرا خبیب کے ہاتھ میں تھا تو بنتِ حارث کا ایک خوردسالہ بچہ کھیلتا ہوا خُبیب کے پاس آگیا اور خُبیب نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا۔ ماں نے جب دیکھا کہ خُبیب کے ہاتھ میں استرا ہے اور ران پر اس کا بچہ بیٹھا ہے تو وہ کانپ اٹھی اور اس کے چہرہ کا رنگ فق ہو گیا۔ خُبیب نے اسے دیکھا تو اس کے خوف کو سمجھتے ہوئے کہا ’’کیا تم یہ خیال کرتی ہو کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا؟ یہ خیال نہ کرو۔ میں ان شاء اللہ ایسا نہیں کروں گا۔‘‘ ماں کا کملایا ہوا چہرہ خُبیب کے ان الفاظ سے شگفتہ ہو گیا۔ یہ عورت خُبیب کے اعلیٰ اخلاق سے اس قدر متاثر تھی کہ وہ بعد میں ہمیشہ کہا کرتی کہ ’’میں نے خُبیب کا سا اچھا قیدی کوئی نہیں دیکھا۔‘‘ وہ یہ بھی کہا کرتی تھی کہ ’’میں نے ایک دفعہ خُبیب کے ہاتھ میں ایک انگور کا خوشہ دیکھا تھا جس سے وہ انگور کے دانے توڑ توڑ کر کھاتا تھا۔ حالانکہ ان دنوں میں مکہ میں انگوروں کا نام ونشان نہیں تھا اور خُبیب آہنی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں سمجھتی ہوں کہ یہ خدائی رزق تھا جو خُبیب کے پاس آتا تھا۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 514-515)

ایک اَور روایت میں حضرت خُبیب بن عدیؓ کی قید کے واقعہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ مَاوِیَّہ، حُجَیر بن ابو اِھَاب کی آزاد کردہ لونڈی تھی۔ مکہ میں انہی کے گھر میں حضرت خُبیب بن عدیؓ قید تھے تاکہ حرمت والے مہینے

ختم ہوں تو انہیں قتل کیا جا سکے۔ مَاوِیَّہ نے بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ اچھی مسلمان ثابت ہوئیں۔ مَاوِیَّہ بعد میں یہ قصہ بیان کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے حضرت خُبیبؓ سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا۔ میں انہیں دروازے کی درز سے دیکھا کرتی تھی اور وہ زنجیر میں بندھے ہوتے تھے اور میرے علم میں رُوئے زمین پر کھانے کے لیے انگوروں کا ایک دانہ بھی نہ تھا یعنی کہ اس علاقے میں کوئی دانہ نہیں تھا۔ اس علاقے میں کوئی انگور نہیں تھا لیکن حضرت خُبیبؓ کے ہاتھ میں آدمی کے سر کے برابر انگوروں کا گچھا ہوتا تھا یعنی کافی بڑا گچھا ہوتا تھا۔ یہ ایک آدھ دفعہ کا واقعہ نہیں۔ اس کے مطابق تو کئی دفعہ اس نے یہ دیکھا ہے جس میں سے وہ کھاتے تھے۔ وہ اللہ کے رزق کے سوا اَور کچھ نہ تھا۔ حضرت خُبیبؓ تہجد میں قرآن پڑھتے اور عورتیں وہ سن کر رو دیتیں اور انہیں حضرت خُبیبؓ پر رحم آتا۔ وہ بتاتی ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت خُبیبؓ سے پوچھا کہ اے خُبیب! کیا تمہاری کوئی ضرورت ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا نہیں۔ ہاں ایک بات ہے کہ مجھے ٹھنڈا پانی پلا دو اور مجھے بتوں کے نام پر ذبح کیے جانے والے سے گوشت کبھی نہ دینا۔ جو کھانا تم لوگ دیتے ہو کبھی وہ کھانا نہ دینا جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور تیسری بات یہ کہ جب لوگ میرے قتل کا ارادہ کریں تو مجھے بتا دینا۔ پھر جب حرمت والے مہینے گزر گئے اور لوگوں نے حضرت خُبیبؓ کے قتل پر اتفاق کر لیا تو کہتی ہیں کہ میں نے ان کے پاس جا کر انہیں یہ خبر دی۔ کہتی ہیں کہ اللہ کی قسم! انہوں نے اپنے قتل کیے جانے کی کوئی پروا نہیں کی۔ انہوں نے مجھ سے کہا میرے پاس استرا بھیج دو تا کہ میں اپنے آپ کو درست کر لوں۔ وہ بتاتی ہیں کہ میں نے اپنے بیٹے ابوحسین کے ہاتھ استرا بھیجا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ ان کا حقیقی بیٹا نہ تھا بلکہ مَاوِیَّہ نے اس کی صرف پرورش کی تھی۔ بہرحال جب بچہ چلا گیا تو کہتی ہے کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اللہ کی قسم! خُبیب نے اپنا انتقام پا لیا۔ اب میرا بیٹا اس کے پاس ہے۔ استرا اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ تو انتقام لے لے گا۔ یہ میں نے کیا کر دیا! میں نے اس بچے کے ہاتھ استرا بھیج دیا۔ خُبیب اس بچے کو استرے سے قتل کر دے گا اور پھر کہے گا کہ مرد کے بدلے مرد۔ میں نے تو بدلہ لے لیا۔ پھر جب میرا بیٹا ان کے پاس استرا لے کر پہنچا تو انہوں نے وہ لیتے ہوئے مزاحاً اس بچے کو کہا کہ تُو بڑا بہادر ہے۔ کیا تمہاری ماں کو میری غداری کا خوف نہیں آیا؟ اور تمہارے ہاتھ میں میرے پاس استرا بھجوا دیا جبکہ تم لوگ میرے قتل کا ارادہ بھی کر چکے ہو۔ حضرت مَاوِیَّہ بیان کرتی ہیں کہ خُبیب کی یہ باتیں میں سن رہی تھی۔ میں نے کہا اے خُبیب! میں اللہ کی امان کی وجہ سے تم سے بے خوف رہی اور میں نے تمہارے معبود پر بھروسہ کر کے اس بچے کے ہاتھ تمہارے پاس استرا بھجوا دیا۔ میں نے وہ اس لیے نہیں بھجوایا کہ تم اس سے میرے بیٹے کو قتل کر ڈالو۔ حضرت خُبیبؓ نے کہا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ اس کو قتل کروں۔ ہم اپنے دین میں غداری جائز نہیں سمجھتے۔ وہ بتاتی ہیں کہ پھر میں نے خُبیب کو خبر دی کہ لوگ کل صبح تمہیں یہاں سے نکال کر قتل کرنے والے ہیں۔ پھر یہ ہوا کہ اگلے دن لوگ انہیں زنجیروں میں جکڑے ہوئے تنعیم لے گئے اور جیسا کہ بتایا ہے کہ یہ مکہ کے قریب تین میل کے فاصلہ پر جگہ تھی۔ خُبیب کے قتل کا تماشا دیکھنے کے لیے بچے عورتیں غلام اور مکہ کے بہت سارے لوگ وہاں پہنچے۔ کوئی بھی مکہ میں نہ رہا۔ ہر ایک جو انتقام چاہتا تھا وہ ان کو دیکھنے کے لیے چلا گیا۔ جو انتقام چاہتے تھے وہ تو اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کے لیے اور جنہوں نے انتقام نہیں لینا تھا اور جو اسلام اور مسلمانوں کے مخالف تھے وہ مخالفت کا اظہار کرنے اور خوش ہونے کے لیے وہاں گئے تھے کہ دیکھیں کس طرح اس کا قتل کیا جاتا ہے؟ پھر جب حضرت خُبیبؓ کو مع زید بن دَثِنَہؓ کے لے کر تنعیم پہنچ گئے تو مشرکین کے حکم سے ایک لمبی لکڑی کھودی گئی۔ پھر جب وہ لوگ خُبیب کو اس لکڑی کے پاس لے کر پہنچے جو وہاں کھڑی کی گئی تھی۔ تو خُبیب بولے: کیا مجھے دو رکعت پڑھنے کی مہلت مل سکتی ہے۔ لوگ بولے کہ ہاں۔ حضرت خُبیبؓ نے دو نفل اختصار کے ساتھ ادا کیے اور انہیں لمبا نہ کیا۔

(الطبقات الکبریٰ جزء 8 صفحہ 399 دار احیاء الراث العربی بیروت)

(صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر باب ھل یستاسر الرجل و من لم یستاسر ... حدیث 3045)

(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 683 دار الکتب العمیۃ بیروت 2003ء)

جیسا کہ میں نے بتایا اس لیے لمبا نہ کیا کہ کہیں ان کو یہ خیال نہ ہو کہ میں شاید موت سے بچنے کے لیے لمبی نماز پڑھ رہا ہوں۔ ابنِ سعد کے حوالے سے جو روایت ابھی بیان ہوئی ہے اس کے مطابق مَاوِیَّہ جو تھیں حُجیر بن ابو اِھَاب کی آزاد کردہ لونڈی تھیں جن کے گھر میں حضرت خُبیبؓ قید کیے گئے تھے۔ علامہ ابن عبد البَرّ کے مطابق حضرت خُبیبؓ عُقْبَہ کے گھر میں قید تھے اور عقبہ کی بیوی انہیں خوراک مہیا کرتی تھی اور کھانے کے وقت کھول دیا کرتی تھی۔ (الاستیعاب جزء 2 صفحہ 442 دار الجیل بیروت 1992ء)

بہرحال یہ ان لوگوں کی قربانیاں تھیں اور موت سے بے خوفی تھی۔ اسلام کی خاطر جان دینے کے لیے یہ صحابہؓ ہر وقت تیار رہنے والے تھے۔ اسی سَرِیّہ کا ذکر ابھی مزید بھی ہے جو ان شاء اللہ آئندہ بیان کر دوں گا۔

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 7/جون 2024ء صفحہ 2 تا 6)

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً۪ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ○ (سورۃ البقرۃ :209)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اطاعت (کے دائرہ) میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔

طالب دعا : بی۔ایم۔خلیل احمد ولد مکرم بی۔ایم۔بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

جنگ کے حالات

(محمد ابراہیم سرورؔ، قادیان)

خوف میں غرق، یہ دن رات نظر آتے ہیں
پھر سے اب جنگ کے حالات نظر آتے ہیں

بستیاں چاہے اجڑ جائیں، بلا سے اُن کی
کِبر میں چُور، مَحلّات نظر آتے ہیں

ہمنوائی کے جو دعوے ہیں، سبھی جھوٹے ہیں
اُن کو بس اپنے مفادات نظر آتے ہیں

یہ جو کہتے ہیں لڑو شوق سے، ہم ہیں پیچھے
ان کی باتوں میں تضادات نظر آتے ہیں

خیر اُمّت کا عطا درجہ ہوا ہے جن کو
وہ بھی خود مَحوِ فسادات نظر آتے ہیں

مُتّحد ہوتے، اگر ہوتے خلافت کے مُطیع
بکھرے بکھرے سبھی ذرّات نظر آتے ہیں

موت ہی موت نظر آئے گی ہر سُو یارو!
آج کل ایسے ہی خدشات نظر آتے ہیں

مُلک مِٹ جائیں گے وہ بھی جو بنے حاکم ہیں
جیسے افعال ہیں، مافات نظر آتے ہیں

جن کی مسموم ہواؤں میں ہلاکت کا دھواں
ہر طرف ایسے بُخارات نظر آتے ہیں

ہولنا کی کے تصوّر سے جِن و اِنس تو کیا
دیکھو! مبہوت جمادات نظر آتے ہیں

تو کرے فضل نہ تو میرے خدایا! حق ہے
امن کے خواب، محالات نظر آتے ہیں

اِک دعا ہی کا بچا چارہ، وگرنہ سرورؔ
آخری زیست کے لمحات نظر آتے ہیں

......☆......☆......☆......

دارالصناعت قادیان میں سالانہ فنکشن و نمائش کا انعقاد

مورخہ 20 اپریل 2024ء بروز ہفتہ دارالصناعت قادیان کا سالانہ فنکشن منعقد ہوا۔ فنکشن و نمائش کا آغاز صبح ٹھیک 11 بجے ہوا۔ مکرم ایڈیشنل ناظر صاحب اعلیٰ نے نمائش کا افتتاح کیا۔ مہمانان کرام نے نمائش کا معائنہ کیا۔ امسال دارالصناعت کے 24 طلباء نے اپنے ٹریڈز کے ماڈلز پیش کئے۔ تلاوت، نظم، سالانہ کارگزاری رپورٹ و صدارتی خطاب کے بعد 42 طلباء کو provisional certificate اور نمائش کے certificate دیئے گئے۔ نیز طلباء میں خصوصی انعامات سے بھی نوازا گیا۔ دعا کے ساتھ فنکشن اختتام پذیر ہوا۔ اللہ سے دعا ہے کہ دارالصناعت سے فارغ ہونے والے طلباء وطن و قوم کیلئے مفید وجود بنیں۔

دارالصناعت کے نئے سیشن 25-2024 کے لئے داخلے شروع ہیں۔ خواہشمند نوجوان داخلہ کے لئے رابطہ کریں۔

(پرنسپل دارالصناعت قادیان)

ولادت و درخواست دُعا

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کو مورخہ 16 اپریل 2024ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود وقف نو کی عظیم تحریک میں شامل ہے۔ پیارے حضور نے ازراہ شفقت نومولود کا نام فطین احمد تجویز فرمایا ہے۔ نومولود کی صحت و سلامتی نیک خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بننے کیلئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔

(کلیم احمد ملکانہ کارکن ہفت روزہ بدر قادیان)

ارشاد باری تعالیٰ

رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (سورۃ البقرۃ :202)

ترجمہ: اَے ہمارے ربّ! ہمیں دُنیا میں بھی حَسَنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حَسَنہ عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

طالب دعا : سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی خواہش ہو کہ عمر لمبی ہو اور رزق میں فراوانی ہو تو اس کو چاہیے کہ اپنے والدین سے حسنِ سلوک کرے اور صلہ رحمی کی عادت ڈالے۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند انس بن مالکؓ 13847)

طالب دعا : سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

معجزہ کی حقیقت: یہ واقعہ بخاری کے علاوہ اور بھی بہت سی کتب حدیث اور کتب تاریخ میں بیان ہوا ہے اور چونکہ اصول شہادت وروایت کے لحاظ سے یہ واقعہ بالکل صحیح قرار پاتا ہے اور اس کے تمام راوی ہرطرح قابل اعتماد ہیں اور ابتدائی راوی اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں اس لئے باوجود اس کے کہ اس روایت میں ایک ایسی بات بیان کی گئی ہے جو عام اور معروف قانون قدرت کے خلاف ہے، میں نے اسے اپنے اس تاریخی بیان میں درج کرنے میں تامل محسوس نہیں کیا۔ دراصل اس قسم کے واقعات کے متعلق عقلاً اور شرعاً اصل قابل تحقیق باتیں چار ہوتی ہیں:

اوّل یہ کہ واقعہ کا وقوع معتبر اور چشم دید شہادت سے پوری طرح ثابت ہو یعنی یہ کہ اس کے وقوع کے متعلق اصول شہادت کے لحاظ سے کوئی معقول شبہ نہ کیا جاسکے۔

دوسرے یہ کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہئے جو خدا تعالیٰ کی کسی بیان کردہ سنت یا اس کے کسی غیر مشروط وعدے یا کسی مسلّمہ صفت کے خلاف ہو۔ کیونکہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ خدا کی طرف سے ایسے معجزات وخوارق ظاہر ہوں جن کی وجہ سے کسی نہ کسی رنگ میں خود اسی کی ذات پر اعتراض وارد ہوتا ہو۔

تیسرے یہ کہ اس کی نوعیت ایسی ہونی چاہئے کہ اس میں کسی نہ کسی جہت سے انسانی علم اور انسانی قدرت سے کوئی بالا چیز پائی جاتی ہوتا کہ وہ اس بات کی علامت سمجھی جاسکے کہ اس کا منبع انسانی دل ودماغ نہیں ہے بلکہ کوئی بالا ہستی ہے۔

چوتھے یہ کہ اس میں ایک حد تک اخفاء کا رنگ بھی پایا جاتا ہو۔ یعنی ایسی صورت نہ ہو جو خدا تعالیٰ کی ذات وصفات اور اس کے مرسلین کی صداقت وغیرہ کے متعلق گویا مشاہدہ کا مرتبہ پیدا کردے اور حقیقت ایسی کھل جائے کہ اس میں امکانی طور پر بھی کسی قسم کے شک پیدا کرنے کی گنجائش نہ رہے جیسا کہ مثلاً سورج کے وجود کے متعلق کسی انسان کے لئے شک کی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ایسے معجزات ظاہر ہوں تو اس سے ایمان کی غرض فوت ہوجاتی ہے اور ایمان لانا کار ثواب نہیں رہتا۔

آخر الذکر امر کے متعلق یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ معجزات میں جو اخفاء کا پردہ رکھا جاتا ہے اس کے مختلف مدارج ہوتے ہیں۔ یعنی بعض معجزات میں اخفاء کا پردہ زیادہ ہوتا ہے اور بعض میں نسبتاً کم ہوتا ہے اور اس جہت سے معجزات کی قسمیں موٹے طور پر دو سمجھی جاسکتی ہیں۔

اوّل وہ معجزات جو غیر مومنین کی ہدایت اور ان پر اتمام حجت کرنے کے لئے ظاہر کئے جاتے ہیں۔ ان میں جیسا کہ خدا تعالیٰ کی سنت سے پتہ لگتا ہے اور عقل بھی یہی چاہتی ہے اخفاء کا پردہ زیادہ رکھا جاتا ہے۔ یعنی اس قسم کے معجزات میں صرف اس قدر روشنی دکھائی جاتی ہے جو محض ایک دھندلے طریق پر راستہ دکھا سکے۔ چنانچہ محققین نے لکھا ہے کہ عام طور پر معجزہ کی مثال ایسی ہے جیسے چاندنی رات کی روشنی جس کے کچھ حصہ میں بادل بھی ہو۔ اس قسم کی روشنی پیدا ہونے پر وہ لوگ جن کی آنکھوں کی بینائی کا نور باقی ہوتا ہے راستہ دیکھ لیتے ہیں مگر وہ لوگ جن کی آنکھوں میں بینائی کا نور مرچکا ہوتا ہے یا شب کور ہوتے ہیں یا جنہوں نے تعصّبات کی پٹی اپنی آنکھوں پر باندھی ہوتی ہے وہ راستہ کی طرف ہدایت نہیں پاتے۔ اس لئے باوجود اس قسم کے معجزات دکھائے جانے کے سعید اور شقی میں امتیاز قائم رہتا ہے اور ایمان کا ثواب ضائع نہیں جاتا۔ دوم وہ معجزات جو مومنین کے لئے دکھائے جاتے ہیں۔ جو قسم اول کے معجزات سے روشنی پاکر صحیح راستہ اختیار کرچکے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے طبعاً اخفاء کے پردے کم کردیئے جاتے ہیں۔ اور بسا اوقات انہیں ایسے معجزات دکھائے جاتے ہیں جو حقیقی مشاہدہ کا رنگ تو نہیں رکھتے مگر ان میں اخفاء کا پردہ صورت اول کی نسبت بہت کم ہوتا ہے اور اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ تا یہ لوگ ایمان وعرفان کے اعلیٰ مراتب کی طرف ترقی کرسکیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان کی ابتداء غیب سے شروع ہوتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ انسان حسب استعداد صالحیت اور شہیدیت اور صدیقیت اور نبوت کے مراتب کی طرف ترقی کرتا جاتا ہے۔ اور لازماً جوں جوں ایمان کا مرتبہ ترقی کرتا ہے معجزات کی نوعیت بھی ساتھ ساتھ بدلتی جاتی ہے اور اخفاء کے پردے کم ہوتے جاتے ہیں۔ چنانچہ شہید تو کہتے ہی اسے ہیں جس کے لئے اخفاء کے پردے کم کردیئے گئے ہوں۔

اب اگر اس اصولی قاعدہ کے ماتحت اوپر والے واقعہ کے متعلق غور کیا جاوے تو کوئی حقیقی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ نہ صرف یہ کہ اصول شہادت وروایت کے لحاظ سے اس واقعہ کا وقوع پوری طرح ثابت ہے اور کسی معقول شبہ کی گنجائش نہیں کی جاسکتی بلکہ وہ خدا کی کسی بیان کردہ سنت یا کسی غیر مشروط وعدے یا کسی مسلمہ صفت کے بھی خلاف نہیں ہے اور پھر اگر ایک طرف اس میں انسانی طاقت سے بالا قدرت کا مظاہرہ پایا جاتا ہے تو دوسری طرف گو اس وجہ سے کہ یہ واقعہ صرف مومنین کے سامنے وقوع میں آیا اور انہی کے ایمان کی زیادتی اس کی غرض وغایت تھی اس میں اخفاء کا پردہ کم نظر آتا ہے۔ مگر بہرحال وہ ایسے مشاہدہ کا مرتبہ پیدا نہیں کرتا جس میں امکانی طور پر بھی کوئی جہت تاویل کی باقی نہ رہے اور نصف النہار کے سورج کی طرح حقیقت ظاہر ہوجاوے۔ کیونکہ مثلاً امکانی طور پر ایسا ہوسکتا ہے کہ کسی مخفی تغیر کے ماتحت انسانی معدہ پر کسی وقت ایسا غیر معمولی تصرف ہو کہ وہ اپنے معمول کی نسبت بہت تھوڑی غذا کھانے سے ہی شکم سیری محسوس کرنے لگے۔ وغیر ذالک

اب رہا یہ امر کہ اس حدیث میں ایک ایسی بات بیان کی گئی ہے جو ہمارے عام مشاہدہ اور معروف قانون قدرت کے خلاف ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو قانون قدرت کی حد بندی ایک نہایت ہی مشکل چیز ہے بلکہ حقیقتاً ناممکن ہے اور یقینی اور قطعی طور پر یہ قرار دے دینا کہ یہ یہ بات قانون قدرت میں شامل ہے اور یہ یہ بات شامل نہیں ہے ایک بہت ہی بڑا دعویٰ ہے جس کی کوئی عقل مند شخص جرأت نہیں کرسکتا اور حق یہ ہے کہ جب ایک بات عملاً وقوع پذیر ہوجاوے اور سمجھدار اور صادق القول لوگوں کی ایک جماعت اس کی شاہد ہو تو پھر وہی بات قانون قدرت کا حصہ سمجھی جانی چاہئے اور ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ گو عام طور پر قانون قدرت اس اس رنگ میں ظاہر ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی کسی ایسے مخفی تغیر کی وجہ سے جسے ہم ابھی تک نہیں سمجھ سکے اس میں اِس اِس رنگ میں استثناء بھی ہوجاتی ہے۔ علاوہ ازیں ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ چونکہ معجزات کی بڑی غرض ہی یہ ہوتی ہے کہ تا خدا تعالیٰ کی ذات وصفات اور اس کے مرسلین کی صداقت کے متعلق ایسے نشانات قائم کئے جائیں جن سے سعید لوگ حق کی طرف یقینی راہ پانے اور پھر اس راہ پر ترقی کرنے میں آسانی محسوس کریں اور دنیا کی تاریکیوں میں ان کے لئے روشنی کی چمک پیدا ہوجاوے۔ اس لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی رنگ میں معجزات میں کوئی نہ کوئی ایسی بات ہو جو انسانی قدرت وعلم سے بالا سمجھی جاسکے۔ پس جہاں ایک طرف ایمان کی غرض وغایت کا یہ تقاضا ہے کہ کم از کم ابتداء میں مشاہدہ کا رنگ نہ پیدا ہو اور اخفاء کا پردہ قائم رہے وہاں دوسری طرف زندہ ایمان پیدا کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اخفاء کے پردوں کو ایک حد تک کم کرکے کبھی کبھی حقیقت کی جھلک بھی دکھا دی جاوے اور انہی دو نقطوں کی وسطی حالت کے مظاہرہ کا نام معجزہ ہے جسے اس کی حقیقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے قرآنی محاورہ میں آیت یعنی نشان اور علامت کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔

دراصل خدا کی ہستی ایسی وراء الوراء ہے (اور اپنے مقام کے لحاظ سے وہ وراء الوراء ہی ہونی چاہئے) کہ اس پر ایمان لانے اور اسے پہچاننے اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے محض ذہنی اور قیاسی استدلالات ہرگز انسان کے دل میں وہ یقین پیدا نہیں کرسکتے جو زندہ ایمان کی بنیاد بننے کے لئے ضروری ہے جس کے نتیجہ میں خدا کا وجود ایک محض خیالی فلسفے کا حصہ نہیں رہتا بلکہ اسی طرح محسوس ومشہود ہوجاتا ہے جیسا کہ اس دنیا کی چیزیں محسوس ومشہود ہیں گو نوعیت میں اس سے بہت مختلف۔ اور انسان خدا کے ساتھ ایک ذاتی تعلق پیدا کرنے کے قابل ہوجاتا ہے جو اس کی زندگی کا مقصد اعلیٰ ہے۔ پس ضروری تھا کہ خدا کی طرف سے ایسے سامان مہیا کئے جاتے جو انسان کے دل میں اس قسم کا ایمان پیدا کرسکیں اور انہیں سامانوں کا ایک حصہ آیات ومعجزات وخوارق ہیں جو خدا کے انبیاء وصلحاء کے ذریعہ ہر زمانہ میں ظاہر ہوتے رہے ہیں اور جس کی مثالیں ہر قوم وملت میں پائی جاتی ہیں۔

اس جگہ اگر کسی شخص کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ عام معروف قانونِ قدرت کے خلاف کوئی امر ظاہر ہو۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب یہ ایک امر واقع ہے کہ اس قسم کے امور ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور کثیر التعداد عقل مند معتبر لوگوں کی شہادت اسے سچا ثابت کرتی ہے اور یہ شہادت ہر زمانہ اور ہر قوم میں پائی جاتی ہے تو کوئی عقل مند اس قسم کے واقعات کی سچائی کے متعلق شبہ نہیں کرسکتا۔ علاوہ ازیں کم از کم ان لوگوں کے لئے جو فی الجملہ اس دنیا کا کوئی خالق مانتے ہیں اور اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ یہ دنیا خود بخود اپنے آپ سے نہیں ہے بلکہ ایک بالا ہستی کی قدرت خلق سے عالم وجود میں آئی ہے۔ اور یہ کہ وہی بالا ہستی اب اس کارخانہ عالم کو چلا رہی ہے اور تمام خواص الاشیاء اور قوانین قدرت اسی وراء الوراء ہستی کے حکم کے ماتحت جاری ہیں اس بات کے سمجھنے میں کوئی روک نہیں ہوسکتی کہ وہی بالا وقادر ہستی اپنے عام قانون میں کسی خاص وقت میں کسی خاص مصلحت کے ماتحت کوئی تبدیلی یا استثناء بھی کرسکتی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ یعنی ”اللہ اپنے حکم پر بھی غالب اور حکمران ہے مگر اکثر لوگ سمجھتے نہیں۔“ یعنی یہ نہ سمجھو کہ ہم نے دنیا کا قانون بنا دیا تو بس اب ہمارے ہاتھ بندھ گئے بلکہ ہم اپنے قانون پر بھی حکمران اور غالب ہیں اور جب مناسب سمجھیں اس میں تبدیلی یا استثناء کرسکتے ہیں۔ اسی لئے محققین نے لکھا ہے کہ دراصل خدا کی طرف سے دنیا میں دو تقدیریں جاری ہیں ایک تو یہی عام معروف قانون قدرت ہے جسے تقدیر عام کہتے ہیں اور جس کے ماتحت یہ کارخانہ عالم اپنے عام حالات میں جاری نظر آتا ہے۔ دوسرے وہ خاص قانون ہے جو خاص اوقات میں خاص مصالح کے لئے جاری ہوتا ہے جسے تقدیر خاص کہتے ہیں جو آیات ومعجزات کے طریق پر رونما ہوتی ہے اور جس کے ذریعہ خدا کا وجود تقدیر عام کی نسبت بہت زیادہ روشن صورت میں انسان کے سامنے آجاتا ہے۔

مگر یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ آیات ومعجزات کا ظہور صرف تقدیر خاص کے ذریعہ سے ہی ہوتا ہے اور تقدیر عام کے ذریعہ سے نہیں ہوتا۔ کیونکہ بسا اوقات آیات کا ظہور اس رنگ میں بھی ہوتا ہے کہ چند تقادیر عام غیر معمولی طور پر ایک جگہ جمع ہوجاتی ہیں یا چند تقادیر عام ایک غیر معمولی ترتیب کے ساتھ رونما ہوتی ہیں اور اس غیر معمولی اجتماع یا غیر معمولی ترتیب کے نتیجہ میں ایک رنگ آیت ومعجزہ کا پیدا ہوجاتا ہے۔ مگر یہ ایک وسیع اور نازک مضمون ہے جس کے تفصیلی بیان کی اس جگہ گنجائش نہیں۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 578 تا 582، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اصل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامتی میں رہیں اور اصل مہاجر وہ ہے جو اس بات کو جسے اللہ نے منع فرمایا ہے چھوڑ دے۔
(بخاری کتاب الایمان بَابُ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ)

طالب دعا: شیخ صادق علی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبر کوٹ، صوبہ اڈیشہ)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

(1485) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں سوال کیا کہ شادیوں کے موقعہ پر اکثر لوگ باجا، آتش بازی وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں اس کے متعلق شرعی فیصلہ کیا ہے؟ فرمایا کہ ’’آتش بازی تو جائز نہیں۔ یہ ایک نقصان رساں فعل ہے اور باجا کا بغرض تشہیر نکاح جواز ہے‘‘۔

(1486) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ عید کا دن تھا اور اسی عید گاہ میں عید پڑھی گئی تھی جس کا آج کل غیر احمدی تنازعہ کرتے ہیں کہ احمدی جبراً قبضہ کر رہے ہیں۔حضور علیہ السلام بھی عید گاہ میں پہنچ گئے تھے اور ٹہل رہے تھے کہ پہلے مجھے حکیم فضل دین صاحب مرحوم بھیروی نے کہا کہ سب مسلمان یہاں آگئے ہیں تم شہر چلے جاؤ تا مستورات کی حفاظت ہو جائے۔ابھی میں تأمل میں تھا کہ حضور علیہ السلام ٹہلتے ہوئے اسی موقعہ پر آ گئے۔یہاں حکیم صاحب سے باتیں ہو رہی تھیں۔حکیم صاحب نے حضورؑ کے پیش کر دیا کہ میاں خیر الدین کو کہا ہے کہ شہر میں جا کر حفاظت مستورات کرے۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’کسی اور کو حفاظت کے لئے بھیج دو‘‘ حکیم صاحب نے دوبارہ میرا نام پیش کر دیا۔حضورؑ نے انکار کیا۔حکیم صاحب نے دوبارہ میرا نام ہی پیش کر دیا تو حضور علیہ السلام نے کسی قدر جھڑکی کے ساتھ روک دیا تو حکیم صاحب خاموش ہو گئے۔

(1487) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے مباحثات ومناظرات کو حکماً بند کر دیا۔انہیں ایام میں مولوی اللہ دتہ، علی محمد سوہلوی ومولوی عبد السبحان ساکن مسانیاں وغیرہ یکا یک موضع ہرسیاں میں آ گئے۔ اس وقت بھائی فضل محمد صاحب (والد مولوی عبد الغفور صاحب مبلغ) ومنشی نور محمد صاحب وغیرہ تھے۔ہرسیاں والے احمدی برادران نے مولوی فتح الدین صاحب کو دھرمکوٹ بگہ سے بلا لیا اور سیکھواں میں ہماری طرف بھی بلانے کے لئے آدمی آ گیا۔چونکہ حضور علیہ السلام کا حکم نسبت بند کرنے مباحثات ومناظرات کے ہم کو علم تھا۔اس لئے میں اور میرے بڑے بھائی میاں امام الدین صاحب (والد مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ) روانہ ہرسیاں ہو گئے اور ہمارے سب سے بڑے بھائی میاں جمال الدین صاحب مرحوم برائے حصول اجازت قادیان روانہ ہو گئے اور وہاں فیصلہ یہ ہوا کہ تاوقتیکہ قادیان سے اجازت نہ آوے مباحثہ نہیں ہوگا۔ہم نے ہرسیاں جا کر یہ خبر سنادی اور مباحثہ روک دیا گیا۔اب مخالفین کی طرف سے پیغام پر پیغام آتے ہیں کہ میدان میں نکلو اور ہم خاموش تھے لیکن زبانی طور پر ان کو جواب دیا گیا کہ ہم ایک امر کے منتظر ہیں جب حکم پہنچے گا تب مناظرہ کریں گے ورنہ نہیں۔ اس پر مخالفین نے خوشی کے ترانے گانے شروع کر دئے۔ وہاں کا نمبردار چوہدری فتح سنگھ صاحب ان کی طرف سے آیا اور مجھے الگ کر کے کہا کہ اگر آپ میں طاقت مباحثہ نہیں ہے تو آپ مجھے کہہ دیں تو میں ان کو کسی وجہ سے یہاں سے روانہ کر دیتا ہوں۔ میں نے کہا کہ ہم میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مباحثہ کرنے کی طاقت ہے اور فریق مخالف ہماری طاقت کو جانتا ہے لیکن ہم اپنے پیشوا کے تابع ہیں۔ قادیان ہمارا آدمی برائے حصول اجازت گیا ہوا ہے اس کے آنے کے ہم منتظر ہیں۔اگر قادیان سے اجازت حاصل ہو گئی تو ہم مباحثہ کریں گے اور ہماری طاقت کا علم آپ کو ہو جائے گا۔اگر اجازت نہ ملی تو ہم مباحثہ نہیں کریں گے پھر جو دل چاہے قیاس کر لینا۔تھوڑی دیر کے بعد بھائی صاحب مرحوم ہرسیاں پہنچ گئے اور کہا کہ حضور علیہ السلام نے اجازت نہیں دی۔ جب مخالفین کو علم ہو گیا کہ مباحثہ احمدیوں کی طرف سے نہیں ہوگا تب ان میں طوفان بدتمیزی بلند ہوا اور جو کچھ ان سے ہو سکتا تھا بکواس کیا۔تمسخر واستہزاء کی کوئی حد نہ رہی۔ چھوٹے چھوٹے بچے بھی خوشی سے شادیانے گاتے تھے اور ہم خاموش تھے۔ فریق مخالف بظاہر فتح وکامیابی کی حالت میں اور ہم ناکامی اور شکست کی حالت میں موضع ہرسیاں سے نکلے۔لیکن خدا تعالیٰ کی قدرت کا عجیب نظارہ دیکھا کہ جمعہ کے روز ہرسیاں مذکور تحصیل بٹالہ سے ایک جماعت قادیان پہنچ گئی کہ ہم بیعت کرنے کے لئے آئے ہیں۔ ہم حیران ہوئے اور پوچھا کہ آپ کو بظاہر ہماری شکست میں کون سی دلیل مل گئی؟ تو انہوں نے جواباً کہا کہ آپ لوگوں کے چہروں سے ہمیں صداقت نظر آئی اور ان کے چہروں سے کذب اور بیہودہ پن کے نشان نظر آئے یہی بات ہم کو قادیان کھینچ لائی۔ الحمد للہ علی ذالک۔

(1488) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جن دنوں حضور علیہ السلام نے رسالہ آریہ دھرم (جس میں آریوں کے مسئلہ نیوگ کا ذکر ہے) لکھنے کا ارادہ فرمایا تو اس سے پہلے ایک روز فرمایا کہ ’’آریہ ہمارے ہمسائے ہیں۔اگر ہم جیسا کہ دیانند نے نیوگ کی تشریح ستیارتھ پرکاش میں لکھی ہے نقل کر دیں تو شاید آریہ کہیں کہ ہم تو مانتے ہی نہیں، خواہ مخواہ ہماری دل آزاری کی گئی ہے۔بہتر ہے کہ آریان قادیان سے دریافت کر لیا جائے چنانچہ منتخب آریہ ملاوامل اور شرمپت۔سومراج کشن سنگھ کیسونوالہ آریہ وغیرہ کو مسجد مبارک میں بلایا گیا اور ان سے دریافت کیا گیا کہ ’’کیا جس طرح پنڈت دیانند نے نیوگ کا مسئلہ بیان کیا ہے درست ہے‘‘؟ انہوں نے کہا کہ نیوگ کا مسئلہ ایسا ہی ہے جیسا کہ طلاق اور نکاح ثانی جب ان کو سمجھایا گیا کہ طلاق کے بعد عورت کے ساتھ مرد کا کوئی تعلق نہیں رہتا۔اس لئے اس کو حق ہوتا ہے کہ نکاح ثانی کر لے وے مگر نیوگ میں تو عورت اپنے خاوند کے گھر رہتی ہوئی اس کی کہلاتی ہوئی دوسرے کے ساتھ ہم بستر ہوتی ہے اور اولاد حاصل کر کے خاوند کو دیتی ہے۔ نیز نیوگ بحالت نہ اولاد ہونے کے ہی نہیں کیا جاتا بلکہ اولاد تو ہوتی ہے مگر لڑکیاں ہوتی ہیں لڑکا نہیں ہوتا اس لئے نیوگ کی اجازت ہے تا کہ لڑکا پیدا ہو جائے اس صورت میں طلاق اور نیوگ میں کیا نسبت ہے؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ جب صرف لڑکیاں ہوتی ہوں، جیسا کہ دیانند نے لکھا ہے، لڑکا نہ ہو نیوگ چاہئے۔انہوں نے کہا کہ ہاں جو کچھ دیانند نے لکھا ہے اس کو ہم مانتے ہیں۔تو اس وقت میں مولوی عبد الکریم صاحبؓ کے پاس کھڑا تھا۔ مجھے مولوی صاحبؓ نے کہا کہ کہہ دو کہ یہ تو بڑی بے حیائی ہے۔ چنانچہ میں نے بآواز بلند کہہ دیا کہ یہ تو بڑی بے حیائی ہے۔تو حضور علیہ السلام نے سنتے ہی فرمایا کہ ’’چپ‘‘ یعنی خاموش۔ ’’یہ نہیں کہنا چاہئے۔‘‘ اس کے بعد آریہ چلے گئے تو آریہ دھرم رسالہ شائع ہوا۔اللّٰھم صلّ علیٰ محمّدٍ وآل محمدٍ ونائب محمّدٍ وبارک وسلم انّک حمید مجید۔‘‘

(1490) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔امۃ الرحمن صاحبہ بنت قاضی ضیاء الدین صاحب مرحوم نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم سب باغ میں گئے۔ یہ خادمہ بھی ہر وقت ابوہریرہؓ کی طرح حضور علیہ السلام کے اردگرد پروانہ کی طرح تھی۔کئی عورتیں ساتھ تھیں۔اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اُم المومنین صاحبہ اور حضرت مبارک احمد تینوں جا رہے تھے۔صاحبزادہ مبارک احمد نے بے قراری سے کہا۔ابا! سنگترہ لینا۔سنگترہ لینا۔اور خادمہ ان کے پیچھے پیچھے تھی۔حضور علیہ السلام ایک درخت کے پاس گئے اور ہاتھ اوپر کیا اور ایک سنگترہ مبارک احمد کے ہاتھ میں دے دیا۔ بیوی صاحبہ ہنستی ہوئیں آگے چلی گئیں۔میرے ساتھ ایک لڑکی جو بابا حسن محمد کی رشتہ دار تھی اور اس کا نام جیون تھا درخت پر چڑھ گئی۔اس نے خیال کیا کہ شاید اوپر سنگترے ہیں۔ہم سب نے اس کا پتا پتا دیکھا لیکن کوئی سنگترہ نہ ملا۔ وہ سنگترے کا درخت بہشتی مقبرہ کی طرف تھا۔ جب یہ عاجز باغ میں جایا کرتی تو وہ بات یاد آ جاتی تھی۔ایک دفعہ دیکھا کہ وہاں وہ درخت نہ تھا مجھ کو بڑا افسوس ہوا اور رونا بھی آیا۔دل میں کہا ہائے! اگر میں پاس ہوتی تو جن لوگوں نے وہ درخت کاٹا ہے ہرگز کاٹنے نہ دیتی۔یہ نشان میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

(1491) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محمد کرم الٰہی صاحب پٹیالہ نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ شیخ محمد حسین صاحب مراد آبادی مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیرینہ مخلصین میں سے تھے۔جس زمانہ میں براہین احمدیہ جلد دوئم نور احمد پریس امرتسر میں زیر طباعت تھی۔ شیخ صاحب موصوف مطبع مذکور میں کاپی نویسی کرتے تھے اور اچھے خوش قلم کاتبوں میں سے تھے۔ چنانچہ براہین احمدیہ جلد دوئم تمام وکمال ان کی کتابت کردہ ہے۔ بعد ازاں شیخ صاحب بوجہ انحطاط قویٰ کاپی نویسی کی مشقت سے سبکدوش ہو کر یہاں پٹیالہ میں آ کر اپنی خوشخطی کی وجہ سے فارن آفس ریاست پٹیالہ میں مراسلہ نگاری کی پوسٹ پر بمشاہرہ ۳۰ روپے ماہوار پر ملازم ہو گئے۔اور دس بارہ برس ملازمت میں رہ کر جماعت احمدیہ پٹیالہ میں باقاعدہ چندہ وغیرہ دیتے رہے اور اسی جگہ ایک رات نماز پڑھ کر مسجد سے گھر کو جاتے ہوئے سانپ کاٹنے سے ان کا انتقال ہوا۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

آجکل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ جانتے نہیں کہ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہوگا، ٹھوکر سے بچیں گے۔ (ملفوظات جلد اول، صفحہ نمبر 29 مطبوعہ قادیان 2018)

طالبِ دُعا : صبیحہ کوثر وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں، وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے۔ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے۔ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہیے جس سے ہماری فلاح ہو۔اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں۔وہ خالص تقویٰ کو چاہتا ہے جو تقویٰ کرے گا وہ مقام اعلیٰ کو پہنچے گا۔

(ملفوظات جلد اول، صفحہ نمبر 31 مطبوعہ قادیان 2018)

طالبِ دُعا : جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

ہمیشہ یادرکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں ہے، تکبر جب پیدا ہو تو انسان استغفار پڑھے اور شیطان سے پناہ مانگے*

بعض دفعہ عام آدمی کو بھی الہام ہوجاتا ہے، یہ بتانے کے لیے کہ اللہ تعالیٰ وحی کرتا ہے
جو عقل مند ہے وہ سمجھ جاتا ہے کہ ہاں اگر مجھے اس طرح وحی ہوسکتی ہے تو نبیوں کو بھی ہوتی ہوگی اور اللہ تعالیٰ بھی اس طرح اپنی شریعت اتارتا ہے*

انسانی جان بچانے کے لیے نماز توڑنا بھی جائز ہے، لیکن یہ کہنا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ ہوجائے اس لیے میں نمازیں جمع کرلوں اور رات کو ہوسکتا ہے کوئی ایمرجنسی آجائے اس لیے میں ساری نمازیں اکٹھی پڑھ کے چلا جاؤں یہ طریقہ غلط ہے، ہوسکتا ہے آپ ویسے ہی فارغ بیٹھے رہیں ایمرجنسیاں ہی نہ آئیں، اللہ تعالیٰ آپ کی دعا سے لوگوں کو نقصان سے محفوظ کرلے*

اگر والدین کہیں تم ڈاکٹر بنو اور آپ کہیں نہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میں lawyer بنوں یا انجینئر بنوں یا میں اکاؤنٹنٹ بنوں اور آپ کی اس طرف tendency ہے، incline ہے، اس طرف زیادہ دماغ (چلتا ہو) تو وہ بننا چاہیے جس میں دلچسپی ہو*

آپ لوگوں کو چاہیے کہ نیک نیتی کے ساتھ اپنے پورے پوٹینشل کے ساتھ اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ
جو بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو طاقتیں دی ہیں ان کے ساتھ کوشش کریں کہ آپ مجلس کا جتنا کام کرسکتے ہیں کریں
اور ساتھ ہی یہ بھی کوشش کریں کہ اپنی نمازوں کو باقاعدہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ کام صحیح طرح کرسکیں*

دینی علم سب سے پہلے تو قرآن کریم کے پڑھنے سے اور اس کو سمجھنے سے بڑھتا ہے
پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں ہیں جس میں قرآن کی بھی تشریح ہے، حدیث کی بھی تشریح آجاتی ہے، وہ علم حاصل کریں
پھر علم حاصل کرکے اپنی زندگی کو اس کے مطابق بنائیں، آپ کا جو عمل ہے وہ اس کے مطابق ہونا چاہیے جو اسلام کی تعلیم ہے*

اگر آپ اس بات پہ determined ہیں کہ میں نے بری باتیں نہیں دیکھنی اور صرف اچھی باتیں دیکھنی ہیں تو سوشل میڈیا پہ جو اچھی باتیں ہیں وہ دیکھیں جو بری باتیں ہیں وہ نہ دیکھیں، ایک مومن کو جو فضول قسم کی باتیں ہیں ان سے بچنا چاہیے، آپ عقل مند ہیں سوچ سمجھ کے دیکھو کہ کیا چیز اچھی ہے اور کیا بری ہے، سوشل میڈیا پہ بعض سائنس کی سائٹس بھی ہیں ان کو دیکھیں، علم بڑھانے کے لیے سائٹس ہیں ان کو دیکھیں، جو فضول باتیں ہیں ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنا، مذاق اڑانا یا اعتراض کرنا یا جماعت پہ اعتراض کرنا یا اسلام پہ اعتراض کرنا اس قسم کی باتوں پر جانے کی ضرورت کوئی نہیں*

یہ دنیا جو ہے امتحان کی دنیا ہے یہاں امتحان لیا جاتا ہے، یہاں سے پیپر حل کرنے ہیں، اگر ان کو کوالیفائی کرلو گے
تو پاس ہوجاؤ گے نہیں تو فیل ہوجاؤ گے اور فیل ہونے کا اعلان یہاں بھی ہوسکتا ہے اور اگلے جہان جاکے بھی ہوسکتا ہے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ممبران مجلس خدام الاحمدیہ ناروے کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

حضور انور اس ملاقات کیلئے اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز میں رونق افروز ہوئے جبکہ 148 خدام مسجد بیت النصر ناروے میں جمع ہوئے۔ ملاقات کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں ممبران مجلس خدام الاحمدیہ کو حضور انور سے سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔

ایک خادم نے عرض کی کہ ہم عاجزی میں کیسے بڑھ سکتے ہیں اور تکبر سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ عاجزی انسان میں پیدا ہونی چاہیے۔ پرسوں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے خطبہ میں بھی ذکر کیا تھا کہ جب انسان اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں کوئی غلطی نہیں کرسکتا اور دوسرے سب میرے سے کمتر ہیں، میرا علم سب سے زیادہ ہے، دوسرے میرے سے کم ہیں تو اس وقت تکبر پیدا ہوتا ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں ہے۔ اگر اللہ پہ ایمان ہے، اللہ پہ یقین ہے اور یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جو انسان کی برائیاں ہیں ان سے سخت نفرت ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان کی اصلاح ہو تو انسان میں تکبر پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ جب پیدا ہو تو انسان استغفار پڑھے کہ میرے میں غلط خیال پیدا ہوا اور شیطان سے پناہ مانگے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہ پڑھے اور عاجزی دکھانے کی کوشش کرے۔ میں نے پچھلی ملاقاتوں میں بھی، اگر آپ لوگ ایم ٹی اے دیکھتے ہوں اور ملاقاتیں دیکھتے ہوں تو کسی کا میں نے جواب بھی دیا تھا۔ ایک بادشاہ کی عاجزی کے نمونہ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر کیا ہے کہ اس کے پاس ایک مولوی آیا، وہ اپنے آپ کو قرآن کریم کے علم کا بڑا عالم اور ماہر سمجھتا تھا، اور وہ بادشاہ جو تھا وہ قرآن کریم لکھا کرتا تھا۔ ایک کہانی ہے۔ تو اُس نے کوئی لفظ لکھا تو اس عالم نے جو سکالر تھا، اپنے آپ کو قرآن اور حدیث کا بڑا ماہر سمجھتا تھا اس نے کہا یہ لفظ آپ نے غلط لکھا ہے۔ بادشاہ نے اس کے اوپر دائرہ لگا دیا، مارک کردیا، جب وہ چلا گیا تو اس نے اس کو مٹا دیا۔ تو اس کے پاس جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ پہلے آپ نے یہ دائرہ (کیوں) لگایا؟ کہتا ہے مَیں نے تو صرف اس لیے لگایا کہ میں اپنے اندر تکبر نہیں پیدا کرنا چاہتا تھا اور اس بات کی وجہ سے بھی کہ یہ مولوی اپنے آپ کو بہت بڑا عالم سمجھتا ہے، چلو اس کی بات رہ جائے میں نے دائرہ لگا دیا تھا لیکن جو مَیں نے لکھا تھا وہ صحیح لکھا تھا اور یہی اصل لفظ ہے، بیشک دیکھ لو اور اس کے بعد میں نے اس کو مٹا دیا۔ تو انسان اگر ہر وقت یہ سوچتا رہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے اور اللہ کو تکبر پسند نہیں ہے اور اگر میرے دل میں تکبر والا کوئی خیال آئے تو اس کو میں نے دور کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرنی ہے، اپنی نمازوں میں بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تکبر نہ پیدا ہونے دے استغفار بھی کریں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بھی پڑھیں۔ چھوٹی چھوٹی دعائیں اتنی مشکل نہیں ہیں کہ آدمی کہے کہ مجھے یاد نہیں ہوسکتیں۔ غور کرکے پڑھو تو ختم ہوجائے گا۔ ایک علم کا ہونا اور اس کا جاننا اس میں برائی نہیں ہے۔ اگر انسان بحث میں کہے کہ میں ٹھیک ہوں لیکن جہاں یہ تکبر پیدا ہوجائے کہ میں ہی ٹھیک ہوں باقی سب غلط ہیں یا کسی سے کوئی بحث ہوئی اور وہاں آپ کی جو دلیل تھی وہ صحیح ثابت ہوئی اور دوسرے کی دلیل غلط ثابت ہوئی اور لوگوں نے کہا ہاں آپ کی دلیل صحیح ہے تو آپ میں یہ خیال پیدا ہو جائے دیکھو میں کتنا علم والا آدمی ہوں میں نے اس شخص کو نیچا دکھا دیا اور میں اس سے بحث میں جیت گیا۔ میرا علم اس سے زیادہ ہے۔ ان باتوں سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ تو ان سے بچنا چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک شعر میں فرمایا ہے بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں کہ آدمی کو، دوسروں سے ہر ایک سے اپنے آپ کو کم سمجھنا چاہیے۔ عاجزی اختیار کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ اگر انسان کے دماغ میں یہ ہو کہ میں نے اللہ کو راضی کرنا ہے تو پھر تکبر نہیں آتا۔ اگر انسان کو یہ ہو کہ میں نے دنیا کو دکھانا ہے کہ میں کتنا علم رکھتا ہوں یا دنیا کو دکھانا ہے کہ میرے پاس فلاں چیز ہے اور فلاں آدمی کے پاس نہیں ہے تو اس سے پھر تکبر پیدا ہوتا ہے۔

ایک خادم نے عرض کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب Revelation Rationality Knowledge and Truth میں فرماتے ہیں کہ الہام بھی دراصل انسان کی نفسیاتی کیفیت کا ایک عمل ہے۔ فرق یہ ہے کہ یہ عمل صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے حکم اور ارادے سے وقوع پذیر ہوتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ ہم ایک دہریہ یا سائنسدان کو کیسے یقین دلا سکتے ہیں کہ ایک انسان کی کوئی کیفیت اس کی اپنی سوچ ہے یا خدا کا حکم یا مرضی اس میں شامل ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ میرا خیال ہے آپ نے اس کتاب کا اتنا ہی حصہ پڑھ لیا باقی حصہ نہیں پڑھا؟ (خادم نے عرض کی کہ شروع کی ہے) حضور انور نے فرمایا پورا پڑھ لو تمہیں وہاں جواب مل جائے گا۔ سارا پڑھیں گے تو جواب مل جائے گا۔ بات یہ ہے کہ سائنسدان کو بھی الہام ہوتا ہے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پہ بھی ایک مضمون لکھا ہوا ہے۔ ایک نبی کی چار حالتیں بیان کی ہیں، روحانی جس کا ارتقا ہوتا ہے جس کو روحانی ترقی ملتی ہے اور روحانی معیار حاصل ہوتے ہیں اور ایک غیر نبی کی جس کو دنیاوی لحاظ سے معیار حاصل ہوتے ہیں اور بعض سائنسدان جو چیزیں ایجاد کرتے ہیں ان کے اوپر بھی ایک الہامی کیفیت ہی ہوتی ہے۔ وہ بھی وحی کی صورت میں دماغ میں آتی ہے وہ سوچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس پہ راہنمائی کرتا ہے۔ اگر اردو پڑھنی نہیں آتی تو حضرت مصلح موعودؓ کے اس مضمون کا انگلش ترجمہ میرا خیال ہے پچھلے سال کے دسمبر کے ریویو آف ریلیجنز میں بھی ہے۔ یہ چھوٹا سا (مضمون)، دو تین صفحے ہیں وہ پڑھ لیں گے تو آپ کو اس میں جواب بھی مل جائے گا کہ غیر نبی کو کس طرح الہام ہوتا ہے اور نبی کو کس طرح ہوتا ہے۔ وہی دلیل آپ دوسروں کو

دیں کہ تمہاری جو سوچ ہے، وہ جب سوچتا ہے، انسان اس پہ غور کرتا ہے تو وہ الہامی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ بعض دفعہ قرآن کریم کی آیتیں بھی بعض لوگوں کو الہام ہو جاتی ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ بہت بڑے نیک آدمی کو ہوں، عام آدمی کو بھی ہو جاتی ہیں، اس کو بتانے کے لیے کہ اللہ تعالیٰ وحی کرتا ہے اور نازل کرتا ہے۔ عام جو عقل مند انسان ہے وہ تو سوچ لیتا ہے کہ ہاں اگر مجھے اس طرح وحی ہو سکتی ہے اور نازل ہوا ہے تو نبیوں کو بھی ہوتی ہو گی اور اللہ تعالیٰ بھی اس طرح اپنی شریعت اتارتا ہے اور بتاتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف مستقل جھکے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ان کو فکر ہوتی ہے، ان پہ اللہ تعالیٰ وحی کر کے پھر اس کے حل بتاتا ہے جس طرح شریعت اتاری اور وہ کامل شریعت تو اتارنی تھی آنحضرت ﷺ پہ۔ بعض تو اللہ تعالیٰ نے خود ہی باتیں بتا دیں بعض پرانی شریعتوں کی باتیں وضاحت کر کے بتا دیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو سکتا ہے بعض سوال بھی اٹھے ہوں تو ان کے جواب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نازل فرما دیے۔ اسی طرح باقی انبیاء کے ساتھ ہوتا ہے۔ تو وحی اور الہام اسی طرح ہوتا ہے۔ اسی طرح سائنسدان سوچتے ہیں اور سوچنے کے بعد جب غور کر رہے ہوتے ہیں تو اس کے بعد ایک دم ان کے ذہن میں خیال آتا ہے۔ جس طرح ارشمیدس کہتا ہے میں نہا رہا تھا اور ایک مسئلہ اس سے حل نہیں ہو رہا تھا تو اس کو غسل خانے میں نہاتے نہاتے خیال آیا کہ یہ مسئلہ اس طرح حل ہوتا ہے۔ اس نے کہا پا لیا پا لیا اور نعرے مارتے ہوئے غسل خانے سے باہر نکل گیا کہ میں نے مسئلہ حل کر دیا۔ اسی طرح اور سائنسدان ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جب وہ کسی بات کو سوچتے ہیں اور اس پہ غور کرتے ہیں اور وہ فائدے کے لیے ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرتا ہے اور ان کو اس کا حل سمجھاتا ہے۔ وہ جو حل اللہ تعالیٰ سمجھاتا ہے اسی کا نام الہام ہے۔ وہ سیکولر لوگوں کیلئے الہام ہے روحانیت سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اس کا دنیا سے تعلق ہے۔ تو یہ چیزیں، ایک روحانیت کی دنیا ایک مادی دنیا ساتھ ساتھ چل رہی ہیں۔ جہاں روحانی دنیا میں اللہ تعالیٰ الہام کے ذریعہ سے سمجھاتا ہے وہاں مادی دنیا میں بھی نئی ایجادیں کرنے والوں کو الہام کے ذریعہ سے سمجھاتا ہے۔ یہی بات ان کو کہنی ہے کہ تم جس کو کہتے ہو کہ تمہارے دماغ نے سوچا ہم اس کو کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دماغ میں ڈالا اور یہ الہامی کیفیت ہے۔ اور یہی نفسیات انسان کی ہے جب وہ سوچتا ہے تو اس کا حل اللہ تعالیٰ پھر اس کو بتا دیتا ہے۔ تو بہرحال اس پہ حضرت مصلح موعودؓ کا ایک مضمون ہے وہ بھی پڑھ لو اور اس کو بھی غور سے پڑھو Revelation والی کتاب کو تو آپ کو تفصیلی جواب بھی وہاں سے مل جائے گا۔

ایک خادم نے عرض کی کہ میرا نام ڈاکٹر باسل احمد محمود ہے میں وقف نو ہوں اور جنرل میڈیسن آف کارڈیالوجی میں سپیشلائزیشن کر رہا ہوں۔ حضور ایمرجنسی ڈیوٹیز کے دوران میں نماز نہیں پڑھ سکتا تو ڈیوٹیز کے بعد Day shift کے بعد میں نماز اکٹھی پڑھتا ہوں Night shift کے لیے گھر سے پڑھ کر جاتا ہوں تو کیا میری نماز ہو جاتی ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ اگر تو ایمرجنسی اس وقت موقع پہ ہو تو پھر نماز چھوٹ گئی اور آپ نے چار نمازیں جمع کر لیں تو ٹھیک ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک دفعہ جنگ کی حالت طاری ہو گئی اور سارا دن جنگ کی حالت رہی اور نمازوں کا وقت نہیں ملا تو آپؐ نے شام کو تین نمازیں اکٹھی کر کے پڑھیں۔ ظہر عصر مغرب کے ساتھ یا بعض کہتے ہیں عشاء بھی پڑھی تو بہرحال وہ ایک ہنگامی صورتحال ہے۔ ایمرجنسی ڈیوٹی آپ کی لگی ہے، اور آپ ہسپتال جا کے بیٹھے ہوئے ہیں، ضروری تو نہیں ہے کہ آپ اس وقت ایمرجنسی کام بھی کر رہے ہوں۔ آپ کو بٹھایا ہوا ہے یہاں بیٹھ جاؤ کسی وقت ایمرجنسی ہو سکتی ہے تمہیں بلا لیں گے تو اس وقت آپ ایک مصلیٰ، جائے نماز لے جائیں وہاں بیٹھے ڈیوٹی کے دوران بھی اگر آپ کسی کو کہہ دیں تو آپ کو کوئی نہیں روکے گا تو فرش پہ بچھایا اور نماز کا وقت ہوا تو نمازیں دو جمع کر لیں۔ اگر اس دوران ایمرجنسی آ گئی اور اس کے لیے آپ کی بڑی ضرورت ہے تو کسی انسانی جان کو بچانے کے لیے نمازیں توڑنا بھی جائز ہے۔ تو نماز توڑ کے جا کے وہ کام کر لیا اس کے بعد اگر اس میں دیر لگ گئی تو پھر آ کے نمازیں جمع کر لیں تو وہ تو جائز ہے لیکن یہ خیال کر لینا کہ میری ایمرجنسی ڈیوٹی لگتی ہے اس لیے میں چاروں نمازیں اکٹھی پڑھ جاؤں۔ میری جان چھوٹے۔ اکّو واری فارغ ہو جاں۔ یہ غلط ہے۔ آپ وہاں کہہ دیں، میڈیکل روم میں اپنے سٹاف کو بتا دیں دیکھو میں نماز پڑھنے لگا ہوں اگر کوئی ایمرجنسی آتی ہے تو فوری تم مجھے آواز دینا میں نماز توڑ کے آ جاؤں گا۔ انسانی جان بچانے کے لیے نماز توڑنا بھی جائز ہے لیکن یہ کہنا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ ہو جائے اس لیے میں نمازیں جمع کر لوں اور رات کو ہو سکتا ہے کوئی ایمرجنسی آ جائے اس لیے میں ساری نمازیں اکٹھی پڑھ کے چلا جاؤں یہ طریقہ غلط ہے۔ ہاں اگر آپ ڈیوٹی پہ جائیں مثلاً آپ کی صبح دس بجے ڈیوٹی لگی ہے۔ اس وقت آپ گئے ہیں اور جاتے ہی آپ کو ایک ایمرجنسی کیس مل گیا اور اس کے بعد دوسرا کیس آ گیا پھر تیسرا آ گیا اور اس طرح رات کے سات آٹھ بج گئے۔ اور آپ کے چھ آٹھ دس گھنٹے جو ڈیوٹی ہو وہ اسی میں گذر گئی تب آپ نمازیں جمع کر لیں وہ جائز ہے۔ پہلے تو یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو ایمرجنسی لائے نہ۔ ہو سکتا ہے آپ کی نمازیں پڑھنے کی وجہ سے آپ ویسے ہی فارغ بیٹھے رہیں ایمرجنسیاں ہی نہ آئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا سے لوگوں کو نقصان سے محفوظ کر لے۔ تو یہ سوچ جو ہے کہ جی میں پہلے ہی کر لوں precautionary measure لے لوں۔ اور وہ بھی precautionary measure ایسا کہ جس کے ریموٹ چانسز (remote chances) ہیں جس کا آپ کو پتا ہی نہیں ہے آپ کو علم غیب تو نہیں ناں۔ غیب کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس کو پتا ہے کتنے مریض آنے ہیں کتنے نہیں آنے اور بیچ میں کوئی نہ کوئی slot تو اتنی مل ہی جاتی ہے۔ کتنی لمبی آپ نماز پڑھ لیں گے۔ زیادہ سے زیادہ دو نمازیں جمع کریں گے دس منٹ سے زیادہ نہیں لگائیں گے۔ تو اس لیے جب موقع آئے تو نمازیں جمع کر لیں۔ اگر فارغ وقت مل جاتا ہے، اس میں سے پندرہ منٹ بھی مل جاتے ہیں تو ظہر عصر جمع کر لیں ٹھیک ہے کوئی ہرج نہیں، مغرب عشاء جمع کر لیں کوئی ہرج نہیں لیکن یہ کہنا کہ جی کیونکہ ہو سکتا ہے یہ ہو جائے اس لیے میں چاروں نمازیں جمع کر لوں یہ غلط ہے۔

ایک اور خادم نے سوال کیا کہ اگر آپ کے والدین آپ کو زندگی میں کچھ بننے کو کہیں تو آپ کو وہی بننا ضروری ہے کہ آپ اپنی مرضی کر سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ میرا تو خیال ہے کہ اپنی مرضی کرنی چاہیے لیکن یہ نہیں ہے کہ والدین کہیں کہ شریف آدمی بنو تم کہو نہیں میں نے بدمعاش آدمی بننا ہے۔ یہ مرضی جائز نہیں۔ ہاں اگر والدین کہیں تم ڈاکٹر بنو اور آپ کہیں نہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میں lawyer بنوں یا انجینئر بنوں یا میں اکانومسٹ بنوں یا کوئی ایسی چیز جو آپ کا دل چاہتا ہے اور آپ کی اس طرف tendency ہے، incline ہے، اس طرف زیادہ دماغ (چلتا ہو) تو وہ بننا چاہیے جس میں دلچسپی ہو۔ اس لیے میرے سے جب کوئی پوچھتا ہے کہ میں کیا بنوں، میرے پاس یہ چوائس ہے تو میں کہتا ہوں جس میں آپ کا سب سے زیادہ interest ہے وہ پڑھائی کریں۔ پڑھائی کے معاملے میں کسی کو impose نہیں کیا جا سکتا اپنی اپنی ہر ایک کی ایک tendency ہوتی ہے۔ ہر ایک کے پڑھنے کی inclination ہوتی ہے کس طرف اس نے جانا ہے۔ جہاں زیادہ inclined ہوں وہاں چلے جائیں۔ ماں باپ کو سمجھا دیں ماں باپ کو کیا پتا کہ اب کون کون سے نئے نئے علم آ گئے ہیں۔ ان کو تو یہی ہے پُتر ڈاکٹر بن جاؤ۔ یہی کہتے ہیں ناں؟ دلچسپی جس میں ہو وہ کرنا چاہیے۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ جب آپ ایک خادم تھے تو آپ جماعت کی کیسے خدمت کرتے تھے؟

حضور انور نے فرمایا کہ مجھے تو پتا نہیں میں نے کوئی خدمت کی ہے کہ نہیں بہرحال جو ہمیں ہمارا افسر کہتا تھا، جو زعیم کہتا تھا، جو منتظم کہتا تھا ہم کام کر دیا کرتے تھے۔ میں زعیم بھی رہا ہوں، میں منتظم اطفال بھی رہا ہوں، میں ناظم بھی رہا ہوں ربوہ کی مقامی مجلس میں اور مرکز میں بھی رہا ہوں مہتمم کے طور پر بھی رہا ہوں۔ تو جو ہمارے افسر کہتے تھے اس کے مطابق ہم کام کر دیا کرتے تھے یا خود جتنا ہوتا تھا دماغ کے لحاظ سے کوئی پالیسی بنا کے جماعت کی بہتری کے لیے جس طرح کر سکتے ہیں کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ تو یہی کچھ ہوتا تھا۔ باقی کتنی اعلیٰ خدمت کی ہے یہ تو مجھے نہیں پتا۔ کوئی اعلیٰ کام کیا ہے کہ نہیں کیا۔ بہرحال جو بھی کیا جتنا ہو سکتا تھا کرنے کی کوشش کی۔ اس لیے آپ لوگوں کو بھی چاہیے کہ نیک نیتی کے ساتھ اپنے پورے پوٹینشل کے ساتھ اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ جو بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو طاقتیں دی ہیں ان کے ساتھ کوشش کریں کہ آپ مجلس کا جتنا کام کر سکتے ہیں کریں اور ساتھ ہی یہ بھی کوشش کریں کہ اپنی نمازوں کو باقاعدہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ کام صحیح طرح کر سکیں۔ تو اللہ سے مدد مانگیں اور نیک نیتی سے کام کریں اس سے کام میں برکت پڑ جاتی ہے۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ اسلام احمدیت کے غلبہ کے سلسلہ میں ہم کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ دعا کریں۔ پانچ نمازیں باقاعدہ پڑھا کریں اور اس میں دعا کیا کریں، نفل پڑھا کریں اور اس میں دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام اور احمدیت کا غلبہ دکھائے اور ہمیں اس کا حصہ بنائے۔ پھر اس کے لیے اپنے دینی علم کو بڑھائیں۔ دینی علم سب سے پہلے تو قرآن کریم کے پڑھنے سے اور اس کو سمجھنے سے بڑھتا ہے۔ پھر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں ہیں جس میں قرآن کی بھی تشریح ہے، حدیث کی بھی تشریح آ جاتی ہے۔ وہ علم حاصل کریں۔ پھر علم حاصل کر کے اپنی زندگی کو اس کے مطابق بنائیں۔ آپ کا جو عمل ہے وہ اس کے مطابق ہونا چاہیے جو اسلام کی تعلیم ہے۔ ہمارے عمل اور ہماری باتیں ایک ہونی چاہئیں۔ پھر لوگوں کو ہم تبلیغ کریں۔ جب لوگ دیکھیں گے کہ ہمارے کام بھی اور ہماری باتیں بھی ایک ہیں تو وہ ہماری بات بھی سنیں گے اور اللہ تعالیٰ بھی اس میں برکت ڈال دیتا ہے۔ تو یہ پیغام پہنچانا ہمارا کام ہے اور اس کے بعد اس میں برکت ڈالنا اور لوگوں کو اس طرف لے کر آنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ ہمیں اپنا کام کرتے رہنا چاہیے، دعا سے، علم حاصل کر کے، علم پہ عمل کر کے اور اس علم کو پھیلا کر۔ یہ تدبیریں ہیں جس سے ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔

ایک اور خادم نے سوال کیا کہ آج کے دور میں سوشل میڈیا کے نقصانات سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مضبوط ارادے سے۔ determination سے۔ اگر آپ اس بات پہ determined ہیں کہ میں نے بری باتیں نہیں دیکھنی اور صرف اچھی باتیں دیکھنی ہیں تو سوشل میڈیا پہ جو اچھی باتیں ہیں وہ دیکھیں جو بری باتیں ہیں وہ نہ دیکھیں۔ اور سوشل میڈیا کا اچھا استعمال بھی تو ہے۔ وہ اچھا استعمال ہونا چاہیے جماعت کی اپنی ویب سائٹس ہیں ان کے اوپر جائیں جماعت کی بھی فیس بک کے اوپر سوال جواب ہوتے ہیں اس کے اوپر جائیں۔ اپنے دینی علم کو بڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جو لغویات چیزیں ہیں، فضول قسم کی باتیں ان سے پرہیز کرو۔ ایک مومن ایک صحیح ایمان لانے والا جو ہے اس کو جو فضول قسم کی باتیں ہیں ان سے بچنا چاہیے۔ آپ عقل مند آدمی ہیں ماشاء اللہ۔ نوجوان آدمی ہیں سوچ سمجھ کے دیکھو کہ کیا چیز اچھی ہے اور کیا بری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دماغ دیا ہے دماغ استعمال کرنے کے لیے دیا ہے۔ پھر آپ لوگ پڑھے لکھے بھی ہیں سکول میں جاتے ہیں کالج میں جاتے ہیں۔ اب سیکنڈری سکول ختم کرنے والے ہیں پھر کالج میں چلے جائیں گے یونیورسٹی میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے جو دماغ دیا ہے اس کو استعمال کریں، دیکھیں کیا برا ہے کیا اچھا ہے۔ جو برا ہے اس سے ہم نے بچنا ہے اور یہ پورا پکا ارادہ ہونا چاہیے کہ ہم نے برائیوں سے بچنا ہے اور استغفار بھی کرنا چاہیے جیسے میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور نمازوں میں اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہیے کہ ہمیں برائیوں سے بچا۔ تو یہی طریقہ ہے نہیں تو آجکل تو سوشل میڈیا میں برائیاں زیادہ ہیں اچھائیاں کم ہیں۔ اچھائیوں کو تلاش کرنے کے لیے بڑی کوشش کرنی پڑے گی۔ تو جب آپ کی توجہ صرف نیک باتوں کی طرف رہے گی اچھی باتوں کی طرف رہے گی سوشل میڈیا پہ بعض سائنس کی سائٹس بھی ہیں ان کو دیکھیں، علم بڑھانے کے لیے سائٹس ہیں ان کو دیکھیں۔ صرف جو فضول باتیں ہیں ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنا، مذاق اڑانا یا اعتراض کرنا یا جماعت پہ اعتراض کرنا یا اسلام پہ اعتراض کرنا اس قسم کی باتوں پر جانے کی ضرورت کوئی نہیں۔ ہاں اگر آپ کا دینی علم اتنا بڑھ گیا ہے، دین میں پکے ہیں مضبوط ہیں اور قرآن کریم کا بھی علم ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھ کے اعتراضوں کے جواب دینے کا بھی علم ہے۔ جماعت کا لٹریچر پڑھ کے اعتراضوں کا جواب دینے کا علم ہے پھر ان جگہوں پہ جا کے ان کے اعتراضوں کے جواب دے سکتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے اپنے دینی علم کو بڑھائیں اور اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ جو ایسی ویب سائٹس ہیں یا ایسے میڈیاز ہیں جہاں علم میں اضافہ ہوتا ہے یا جو اچھی باتیں کرنے والے ہیں ان کی طرف جائیں۔ جماعتی جو سائٹس ہیں ان کی طرف جائیں اس میں دیکھیں آپ کیا سیکھ سکتے ہیں۔ تو یہ تو depend کرتا ہے کہ آپ کی اپنی سوچ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں بتا دیا کہ یہ شیطان کی باتیں ہیں اور یہ میری باتیں ہیں تو آپ نے اب خود فیصلہ کرنا ہے کہ شیطان کی باتیں سننی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی باتیں سننی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عقل تو دی ہوئی ہے ناں ماشاء اللہ۔ اتنا بڑا دماغ ہے۔ بس اس کو استعمال کرو خود فیصلہ کیا کرو۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ گناہ کرنے والوں کو اتنی سزا کیوں نہیں دی جاتی اور اچھے لوگوں کو اس دنیا میں بہت سے امتحانوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اچھے ہو کر اس بات میں کیا حکمت ہے کہ آپ کو اس دنیا میں مزید آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑے گا؟

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بعض گناہوں کی سزا تو اس دنیا میں دے دیتا ہوں اور بعض جو سزا ہے وہ اگلے جہان میں دوں گا۔ حدیث میں آیا ہے یہ دنیا جو ہے امتحان کی دنیا ہے یہاں امتحان لیا جاتا ہے، examination hall ہے، یہاں سے پیپر حل کرنے ہیں، مشکل مشکل سوال آتے ہیں ان کو حل کرو گے تو ٹھیک ہے۔ اگر ان کو کوالیفائی کر لو گے تو پاس ہو جاؤ گے نہیں تو فیل ہو جاؤ گے اور فیل ہونے کا اعلان یہاں بھی ہو سکتا ہے اور اگلے جہان جا کے بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جو دنیا ہے یہ تو تمہاری ستر، اسّی، نوے سال کی دنیا ہے، (یعنی) زندگی انسان کی۔ جو ہمیشہ رہنے والی زندگی ہے جو لمبی ہزاروں سال چلنے والی زندگی ہے اور پتا نہیں کتنا لمبا عرصہ چلنے والی ہے اللہ بہتر جانتا ہے وہ اگلے جہان کی ہے۔ وہاں جا کے اللہ تعالیٰ تمہیں انعام بھی دے گا اور سزا بھی دے گا اور جو گناہ کرنے والے ہیں ان کو جہنم میں ڈالے گا، جو نیک کام کرنے والے ہیں ان کو جنت میں ڈالے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ نبیوں پہ تو سب سے زیادہ امتحان آتے ہیں۔ مشکلات میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہ تکلیفیں نہیں آئی تھیں؟ آئی تھیں۔ اس کے مقابلے میں ان کے دشمن دندناتے پھرتے تھے ظلم کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان دشمنوں کو اس دنیا میں بھی سزا دے دی۔ بعض دشمن تھے ان کو اس دنیا میں سزا دے دی اور وہ مر گئے۔ ابوجہل وغیرہ جیسے۔ بعض دشمن تھے ابوسفیان جیسے جن کو اس دنیا میں سزا نہیں ملی کوئی ان کی نیکی پسند آ گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دے دی اور وہ بخشے گئے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ہے۔ ایک کہتا ہے جی میں جعلی پولیس مین بن کے گیا اور میں نے مرزا صاحب کو بلایا اور مرزا صاحب جلدی جلدی نیچے اتر رہے تھے اور میرے سے ڈر کے مارے ان کا پاؤں پھسلا اور سیڑھیوں سے نیچے گر گئے۔ حالانکہ یہ واقعہ ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ ان کا پاؤں ایک جگہ پھسلا تھا لیکن گرنے کا واقعہ نہیں ہوا تھا اور نہ سیڑھیوں سے اتر رہے تھے صاف فرش پہ ہی تھے۔ تو بہرحال وہ جو استہزا زیادہ کیا کرتا تھا دو آدمی تھے وہ۔ ایک کو تو اللہ تعالیٰ نے سزا دی کہ وہ چھت پہ تھا جیسے ہی سو کے اٹھا ایک دم اس کا پاؤں پھسلا اور چھت سے نیچے گرا اور مر گیا۔ تو مذاق اڑانے والے کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں سزا دے دی۔ اور دوسرا جو مذاق اڑانے والا تھا اس کو دوسرے رنگ میں اس طرح عبرت بنا دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ترقی

کا زمانہ اس نے دیکھا اور وہ بڑا اکڑھتا تھا، جلتا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے مختلف طریقے ہیں سزا دینے کے بھی اور جزا دینے کے بھی۔ کچھ کو یہاں دے دیتا ہے اور اگلے جہان میں بھی دیتا ہے۔ کچھ کو صرف اگلے جہان میں جا کے دیتا ہے۔ اسی طرح مومنوں کو یہاں تکلیفوں سے گزارتا ہے تو اگلے جہان میں جا کر ان کو جزا بھی بہت دیتا ہے لیکن بہت سارے مومن ہیں جن کو اس دنیا میں بھی نواز دیتا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ بے شمار نعمتوں سے اس دنیا میں نوازتا ہے اگر آپ غور کریں۔ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ یہاں پیدا ہوئے تھے۔ (خادم نے عرض کی کہ وہ ربوہ سے تین سال پہلے آیا ہے) حضور انور نے فرمایا تو یہاں کوئی نہ کوئی تو سہولت ملی ناں۔ یہاں کم از کم نمازیں آرام سے پڑھ سکتے ہو۔ یہاں اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتے ہو۔ تو ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ابتلا سے نکال دیا ایک سہولت دے دی۔ تو آپ کو یہ ریوارڈ تو مل گیا یہاں بھی۔ ابھی تو آپ جوان ہیں آئندہ زندگی میں اور بھی اللہ تعالیٰ نواز سکتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکے رہیں گے تو۔ اور پھر جب قائم رہیں گے اگر حقیقی مومن بن کے رہیں گے تو اگلے جہان میں جا کے اور بھی ریوارڈ ملے گا۔

پھر حضور انور نے اس خادم سے پوچھا کہ وہ ربوہ میں کیا کرتے تھے؟ اس خادم نے عرض کیا کہ وہ کمپیوٹر سائنس میں تعلیم حاصل کر رہا تھا اور یہاں ناروے آ کر اپنا ماسٹرز مکمل کیا ہے اور اب جاب بھی مل گئی ہے۔

حضور انور نے فرمایا تو پھر ماسٹرز یہاں آ کے کیا ہے تو پھر یہاں آ کے فائدہ تو ہو گیا۔ ریوارڈ تو مل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بہتر کر دیا۔ وہاں کی محنت کو پھل لگایا یہاں ریوارڈ دے دیا آگے ماسٹر کروا دیا اور جاب بھی مل گئی یہاں...... یہ دیکھو اگر وہاں سے محنت کی تھی اتنی اس کا ریوارڈ اللہ تعالیٰ نے یہاں آ کے دے دیا۔ تو اگر انسان سوچے تو ہر انسان کا ہر لمحہ جو ہے ہر دن جو چڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہی لے کے آتا ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ نیک آدمی کو اس دنیا میں نہیں ملتا اور بد آدمیوں کو مل جاتا ہے۔ باقی یہ دنیا دار جو ہیں، یہ دنیا داروں کو تو اللہ تعالیٰ نے دینا تھا۔ اللہ تعالیٰ تو یہ کہتا ہے یہ دنیا دار سمجھتے ہیں کہ ان کو ہم نے دولت دے دی، پیسہ دے دیا اور سہولتیں دے دیں، آسائشیں دے دیں تو انہوں نے بڑی ترقی کر لی۔ یہ تو میں ان کو سزا دینے کے لیے، عذاب میں ڈالنے کے لیے ایک سامان کر رہا ہوں جو گناہ یہ کرتے ہیں اس کی ان کو سزا ملے گی چاہے وہ سزا مَیں اس دنیا میں دوں یا اگلے جہان میں جا کے دوں۔ اس لیے تم مومنوں فکر نہ کرو ان کو ضرور سزا ملے گی تم اللہ کو ہمیشہ یاد رکھو۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ ہم اس طرح کے آجکل کے ماحول میں اپنی اولاد کی نیک تربیت کیسے کریں؟ میں کچھ عرصہ پہلے پاکستان سے آیا ہوں تو یہاں پہ ماحول کافی different ہے، بہت open ہے تو ہم کیا کریں جس سے ہماری اولاد صراط مستقیم پہ چلے؟

حضور انور نے فرمایا کہ یہاں بھی لوگ رہتے ہیں ان کے بچے اچھے بھی ہیں۔ اس کے لیے یہ ہے کہ ماں باپ جو ہیں وہ خود اپنا نمونہ بچوں کے سامنے پیش کریں۔ اگر باپ نماز پڑھنے والا ہے اگر باپ قرآن پڑھنے والا ہے اور اپنی بیوی کو بھی کہتا ہے اور بچوں کو بھی کہتا ہے تم نماز بھی پڑھو اور قرآن بھی پڑھو۔ اگر باپ اخلاقی لحاظ سے اچھا ہے اپنی بیوی کو بھی کہتا ہے ہمارے اخلاق اچھے ہونے چاہئیں اور بچوں کو بھی کہتا ہے۔ اگر باپ یہاں کے ماحول کے مطابق بچوں سے دوستی رکھتا ہے اور ان سے ہر بات شیئر کرتا ہے ان میں یہ confidence پیدا کر دے کہ تم نے جو باہر سے باتیں سنی ہیں مجھ سے آ کے شیئر کرنی ہیں اور پھر ان کو حوصلے سے سننا ہے اور پھر اس کو discuss کرنا ہے پھر ان کے جو doubts ہیں ان کو remove کرنا ہے تو اس طرح آپ تربیت کر سکتے ہیں۔ اگر بچوں کو چھوڑ دیں گے، اپنے کام میں رہیں گے کہ اچھا صرف پیسے کمانے ہیں تو چوبیس گھنٹے میں سے اٹھارہ گھنٹے کام کی دیہاڑی کرو۔ بیوی کو کہو کہ تم بھی دس گھنٹے کام کرو پیسے کماؤ تا کہ ہم گھر لے سکیں اور گھر کی mortgage ادا کر سکیں اور پھر ہم اتنے پیسے جوڑ سکیں۔ تو پھر جب بچے سکول سے آئیں گے ان کو فریج میں سے ڈبل روٹی ملے گی ٹوسٹ نکالیں گے، گرم کریں گے، کھا لیں گے۔ کہیں گے: نہ باپ پوچھتا ہے نہ ماں پوچھتی ہے نہ ہماری نمازوں کے متعلق ان کو کوئی فکر ہے نہ انہوں نے کہنا ہے کہ تم نے نماز پڑھی کہ نہیں پڑھی۔ نہ ہم نے ماں باپ کو نمازیں پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ تو پیسے کمانے پہ لگے ہوئے ہیں۔ تو پھر ہم نے کیا کرنا ہے چلو ٹھیک ہے۔ اس دنیا کا ماحول ہی اس طرح کا ہے ایسے ہی رہو۔ تو یہ جو چیلنج ہے تو پھر آپ خود ان کو اس میں دھکیل رہے ہوں گے۔ یہ تو محنت کرنی پڑتی ہے۔ تو اگر یہاں آئے ہیں۔ پیسے تو اللہ تعالیٰ دے دیتا ہے، مل جائیں گے۔ تھوڑے سے کم پیسے بھی ہوں تو کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن بچوں پہ توجہ ضرور دینی چاہیے۔ پھر weekend جو ہے اس پہ بچوں کے ساتھ بیٹھیں اور اگر کوئی جماعتی پروگرام ہے تو ان کو خود لے کر جائیں، وہاں بھی نگرانی رکھیں بچوں کی کہ بچے صحیح ماحول میں رہ کے واپس آ گئے ہیں کہ نہیں۔ وہاں کی انتظامیہ کو بھی پتا ہو کہ ماں باپ ساتھ آتے ہیں اور توجہ دے رہے ہیں۔ وہ بھی محتاط رہیں گے اور صحیح تربیت کریں گے بچوں کی۔ تو اگر بچے کسی دوستوں کے گھر جاتے ہیں تو وہاں بھی آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ ان دوستوں کا ماحول کیسا ہے۔ وہاں جا کے کہیں گندی عادتوں میں نہ پڑ جائیں۔ تو یہ تو آپ کو محنت کرنی پڑے گی۔ جب یہاں آئے ہیں جس طرح پیسہ کمانے کے لیے محنت کرنی ہے اسی طرح بچوں کی تربیت کے لیے بھی محنت کرنی ہے۔ جب آپ محنت کر لیں گے اور دعا بھی ساتھ کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ مدد کرے گا۔

ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے مکرم صدر صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج کتنے خدام یہاں اس وقت بیٹھے ہیں؟ (صدر صاحب نے عرض کی حضور 148 خدام آئے تھے یہاں) حضور انور نے فرمایا اچھا ماشاء اللہ۔ پھر اللہ حافظ ہو۔ السلام علیکم۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 12 اپریل 2022)

......☆......☆......☆......

ہر شرط بیعت اپنی ذات میں معرفت کا ایک سمندر ہے
ایک احمدی کو اپنے ایمان کو زندہ رکھنے کے لیے ہر شرط بیعت پر خوب غور کرنا چاہیے

آج اسلام کی اشاعت اور دنیا میں امن
صرف خلافت کے نظام پر عمل پیرا ہو کر ہی حاصل کیا جا سکتا ہے
خلیفہ وقت سے مضبوط تعلق بنانے کی کوشش کریں اور اس کے وفادار رہیں

جلسہ سالانہ گنی بساؤ منعقدہ 29 تا 31 دسمبر 2023 کے موقع پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خصوصی پیغام

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ گنی بساؤ اپنا جلسہ سالانہ منعقد کر رہی ہے۔ اللہ اس جلسے کو بابرکت اور کامیاب کرے اور جلسے میں شریک تمام احباب بے پناہ روحانی ترقیات حاصل کرنیوالے ہوں اور آپ سب نیکی اور تقویٰ میں بڑھنے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ۱۸۹۱ء میں قادیان میں پہلا جلسہ سالانہ منعقد کیا تھا۔ ۱۳۲/سال پہلے اس موقع پر صرف ۷۵/افراد نے شرکت کی تھی۔ لیکن آج ہم سب اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ جلسے بشمول گنی بساؤ دنیا کے ہر ملک میں منعقد ہو رہے ہیں جن میں سینکڑوں ہزاروں لوگ شرکت کر رہے ہیں۔ یہ سب ہمارے خالق اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہی ممکن ہوا ہے۔ اس لیے ہمیں دل کی گہرائیوں سے اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسے کے بارے میں فرمایا: ’’حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آ جانا چاہیے اور اس جلسہ میں ایسے حقایق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہو گی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے‘‘۔

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۷۵-۳۷۶)

اس لیے اس جلسہ کا بنیادی مقصد جماعت کے مخلصین کا روحانی فیوض حاصل کرنا، ہمارے مذہب اسلام اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات کے متعلق مزید آگاہی حاصل کرنا اور اس طرح سے اللہ تعالیٰ سے تعلق میں ترقی حاصل کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید فرمایا: ’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں۔‘‘ (اشتہار ۷/۲۷ دسمبر ۱۸۹۲، مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۳۶۱، ایڈیشن ۲۰۱۹ء)

پس آپ کو اللہ تعالیٰ سے اپنا ذاتی تعلق مضبوط کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ آپ نے جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی ہے اس کی شرائط کو پورا کرنے کی تگ و دو کرنی چاہیے۔ یہ شرائط آپ کی زندگی کے لیے ایک مشعل ہونی چاہئیں۔ اور اگر آپ خود کو ان میں ڈھالیں، خود احتسابی کریں، غور و فکر سے کام لیں اور اپنے روزمرہ افعال و اعمال کو بہتر کریں تو نہ صرف آپ بہترین احمدی بن جائیں گے بلکہ دنیا کے اندر حقیقی انقلاب لانے والے بھی ہوں گے۔ ہر شرط بیعت اپنی ذات میں معرفت کا ایک سمندر ہے۔ ایک احمدی کو اپنے ایمان کو زندہ رکھنے کے لیے ہر شرط بیعت پر خوب غور کرنا چاہیے۔

میں آپ کو نظام خلافت کی اہمیت بھی باور کروانا چاہتا ہوں جو ہمارے لیے بے انتہا فیوض کا منبع ہے۔ آج اسلام کی اشاعت اور دنیا میں امن صرف خلافت کے نظام پر عمل پیرا ہو کر ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ خلیفہ وقت سے مضبوط تعلق بنانے کی کوشش کریں اور اس کے وفادار رہیں۔ آپ اپنے بچوں کو بھی خلافت کی اہمیت بتائیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ کی آنے والی نسلیں خلافت احمدیہ کی بابرکت راہنمائی، پناہ اور حفاظت میں رہیں۔ میں ہر احمدی کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ MTA دیکھے۔ آپ کو خاص طور پر میرے خطبے اور دوسرے مواقع پر کیے گئے خطابات کو سننا چاہیے اور ان میں کی گئی نصائح پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

آپ کو تبلیغ کی ذمہ داریوں کے متعلق بھی آگاہ رہنا چاہیے جو کہ جماعت کے ہر رکن کا فرض ہے۔ باقاعدگی سے تبلیغ کے پروگرام منعقد کریں اور گنی بساؤ میں اسلام احمدیت کو پھیلانے کے لیے نئے طریقے اور ذرائع تلاش کریں۔ اللہ اس نیک کام میں آپ کا حامی ہو۔

آخر پر میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ سالانہ کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور آپ سب کو اپنا ایمان مضبوط اور مستحکم کرنے کی توفیق عطا کرے۔ اللہ آپ کو اپنی زندگیوں میں تقویٰ اور اچھے اخلاق، اور اسلام احمدیت اور انسانیت کی خدمت کی جانب جانے والی حقیقی تبدیلی لانے کی توفیق دے۔ اللہ آپ سب پر اپنا رحم کرے۔ (الفضل انٹرنیشنل 31 جنوری 2024)

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اگر دِل میں تمہارے شر نہیں ہے ✡ تو پھر کیوں ظنِّ بد سے ڈر نہیں ہے
کوئی جو ظنِّ بد رکھتا ہے عادت ✡ بدی سے خود وہ رکھتا ہے اِرادت

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

وُہی کرتا ہے ظنِّ بد بِلا رَیب ✡ کہ جو رکھتا ہے پَردہ میں وہی عیب
وہ فاسق ہے کہ جس نے رہ گنوایا ✡ نظر بازی کو اِک پیشہ بنایا

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

SK.KHALID AHMED
Mob.9861288807

M/S. H.M. GLASS HOUSE

Deals in : Glass, Fibres, Glas Channel & all type of feetings
CHHAPULIA BY-PASS, BHADRAK ODISHA- 756100

طالب دعا: شیخ خالد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب مجھے شہدائے اُحد یاد آتے ہیں تو خدا کی قسم! مجھے یہ خواہش ہوتی ہے کہ کاش میں بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پہاڑ کے درے میں ہی رہ گیا ہوتا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 12 اپریل 2024 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: رسول کریم ﷺ کو جب بھی شہدائے احد یاد آتے تو آپ کی کیا کیفیت ہوتی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب مجھے شہدائے اُحد یاد آتے ہیں تو خدا کی قسم! مجھے یہ خواہش ہوتی ہے کہ کاش میں بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پہاڑ کے درے میں ہی رہ گیا ہوتا۔

سوال: جب رسول کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن معاذؓ کی شہادت پر تعزیت فرمائی تو ان کی والدہ نے کیا کہا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بیٹے حضرت عمرو بن معاذؓ کی شہادت پر تعزیت فرمائی تو انہوں نے کہا جب مَیں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح سلامت دیکھ لیا تو بس اب میری مصیبت اور غم ختم ہوگیا۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے شہدائے احد کے گھر والوں کیلئے کیا دعا کی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپ ﷺ نے سب شہدائے اُحد کے گھر والوں کے لیے دعا کرتے ہوئے فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ أَذْهِبْ حُزْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاجْبُرْ مُصِيْبَتَهُمْ، وَأَحْسِنِ الْخَلَفَ عَلٰى مَنْ خُلِّفُوْا۔ اے اللہ! ان کے دلوں سے غم و الم کو مٹا دے۔ ان کی مصیبتوں کو دُور فرما دے اور شہیدوں کے جو جانشین ہیں انہیں ان کا بہترین جانشین بنا دے۔

سوال: حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل مدینہ کی فدائیت کا ذکر کرتے ہوئے کیا فرماتے ہیں؟

جواب: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے میدان سے واپس تشریف لائے تو مدینہ کی عورتیں اور بچے شہر سے باہر استقبال کے لئے نکل آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی باگ ایک پرانے اور بہادر انصاری صحابی سعد بن معاذؓ نے پکڑی ہوئی تھی اور وہ فخر سے آگے آگے چلے آ رہے تھے۔ شہر کے پاس انہیں اپنی بڑھیا ماں جس کی نظر کمزور ہوچکی تھی آتی ہوئی ملی۔ اُحد میں اس کا ایک بیٹا بھی مارا گیا تھا۔ اس بڑھیا کی آنکھوں میں موتیا بند اتر رہا تھا اور اس کی نظر کمزور ہوچکی تھی۔ وہ عورتوں کے آگے کھڑی ہوگئی اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگی اور معلوم کرنے لگی کہ رسول کریم ﷺ کہاں ہیں؟ سعد بن معاذؓ نے سمجھا کہ میری ماں کو اپنے بیٹے کے شہید ہونے کی خبر ملے گی تو اسے صدمہ ہوگا۔ اس لئے انہوں نے چاہا کہ رسول کریم ﷺ اسے حوصلہ دلائیں اور تسلی دیں۔ اس لئے جونہی ان کی نظر اپنی والدہ پر پڑی انہوں نے کہا، یا رسول اللہؐ! میری ماں! یارسول اللہؐ! میری ماں! آپؐ نے فرمایا بی بی! بڑا افسوس ہے کہ تیرا ایک لڑکا اس جنگ میں شہید ہوگیا ہے۔ بڑھیا کی نظر کمزور تھی اس لئے وہ آپؐ کے چہرہ کو نہ دیکھ سکی۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھتی رہی۔ آخر کار اس کی نظر آپؐ کے چہرہ پر ٹِک گئی۔ وہ آپؐ کے قریب آئی اور کہنے لگی یارسول اللہؐ! جب مَیں نے آپ کو سلامت دیکھ لیا ہے تو آپ سمجھیں کہ مَیں نے مصیبت کو بھون کر کھالیا۔ اب دیکھو! وہ عورت جس کے بڑھاپے میں عصائے پیری ٹوٹ گیا تھا۔ کس بہادری سے کہتی ہے کہ میرے بیٹے کے غم نے مجھے کیا کھانا ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو میں اس غم کو بھون کر کھا جاؤں گی۔ میرے بیٹے کی موت مجھے مارنے کا موجب نہیں ہوگی بلکہ یہ خیال کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور آپؐ کی حفاظت کے سلسلہ میں میرے بیٹے نے اپنی جان دی ہے میری قوت کو بڑھانے کا موجب ہوگا۔

سوال: اگر ہمیں ترقیات دیکھنی ہیں تو ہمیں اپنے اندر کیا پیدا کرنا ہوگا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اگر ترقیات دیکھنی ہیں تو ہمیں بھی وہ ایمان پیدا کرنا ہوگا، جذبہ پیدا کرنا ہوگا اور اخلاص و وفا پیدا کرنی ہوگی جو صحابیات کا تھا۔

سوال: احد کے میدان میں ایک عورت کی رسول اللہ ﷺ سے بے پناہ محبت کا کیا ذکر ملتا ہے؟

جواب: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک عورت دیوانہ وار اُحد تک جا پہنچی۔ اس عورت کا خاوند، بھائی اور باپ اُحد میں مارے گئے تھے جب وہ مسلمان لشکر کے قریب پہنچی تو اس نے ایک صحابی سے دریافت کیا کہ رسول کریم ﷺ کا کیا حال ہے؟ اس نے اس عورت سے کہا۔ بی بی! افسوس ہے کہ تمہارا باپ اس جنگ میں مارا گیا ہے۔ اس پر اس عورت نے کہا تم عجیب ہو۔ میں تو پوچھتی ہوں کہ رسول کریم ﷺ کا کیا حال ہے؟ اور تم یہ خبر دیتے ہو کہ تیرا باپ مارا گیا ہے۔ اس پر اس صحابی نے کہا بی بی! مجھے افسوس ہے کہ تیرا خاوند بھی اس جنگ میں مارا گیا ہے۔ اس پر عورت نے پھر کہا میں نے تم سے اپنے خاوند کے متعلق دریافت نہیں کیا۔ میں تو یہ پوچھتی ہوں کہ رسول کریم ﷺ کا کیا حال ہے؟ اس پر اس صحابی نے اسے پھر کہا۔ بی بی! مجھے افسوس ہے کہ تیرا بھائی بھی اس جنگ میں مارا گیا ہے۔ اس عورت نے بڑے جوش سے کہا میں نے تم سے اپنے بھائی کے متعلق دریافت نہیں کیا۔ میں تو تم سے رسول ﷺ کے متعلق پوچھ رہی ہوں۔ تم یہ بتاؤ کہ آپؐ کا کیا حال ہے؟ جب لوگوں نے دیکھا کہ اسے اپنے باپ، بھائی اور خاوند کی موت کی کوئی پروا نہیں۔ وہ صرف رسول کریم ﷺ کی خیریت دریافت کرنا چاہتی ہے تو وہ اس کے سچے جذبات کو سمجھ گئے اور انہوں نے کہا بی بی! رسول کریم ﷺ تو خیریت سے ہیں۔ اس پر اس نے کہا مجھے بتاؤ وہ کہاں ہیں؟ اور پھر دوڑتی ہوئی اس طرف گئی اور وہاں پہنچ کر رسول کریم ﷺ کے سامنے دوزانو ہوکر آپؐ کا دامن پکڑ کر کہنے لگی۔ یا رسول اللہؐ! میری ماں اور باپ آپؐ پر قربان ہوں جب آپؐ سلامت ہیں تو کوئی مرے مجھے کیا پروا ہے۔ مجھے تو صرف آپؐ کی زندگی کی ضرورت تھی۔ اگر آپؐ زندہ ہیں تو مجھے کسی اَور کی وفات کا فکر نہیں۔

سوال: رسول اللہ ﷺ غزوہ احد کے بعد جب مدینہ پہنچے تو تو منافقین اور یہود کا کیا ردعمل تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ اُحد کے بعد مدینہ پہنچے تو منافقین اور یہود خوشیاں منانے لگے اور مسلمانوں کو برا بھلا کہنے لگے اور کہنے لگے کہ محمد ﷺ بادشاہت کے طلبگار ہیں، نعوذ باللہ اور آج تک کسی نبی نے اتنا نقصان نہیں اٹھایا جتنا انہوں نے اٹھایا ہے۔ خود بھی زخمی ہوئے اور ان کے صحابہ بھی زخمی ہوئے اور کہتے تھے کہ اگر تمہارے وہ لوگ جو قتل ہوئے ہمارے ساتھ رہتے تو کبھی قتل نہ ہوتے۔

سوال: حضرت عمرؓ نے جب منافقین کے قتل کی اجازت رسول کریم ﷺ سے چاہی تو آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے ان منافقین کے قتل کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ اس شہادت کا اظہار نہیں کرتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟ لا الٰہ الا اللہ نہیں پڑھتے؟ اور میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد رسول اللہ نہیں کہتے؟ کلمہ تو پڑھتے ہیں فرمایا کہ کلمہ تو پڑھتے ہیں ناں یہ لوگ؟ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا کیوں نہیں۔ یقیناً پڑھتے ہیں۔ یہ تو کہتے ہیں لیکن منافقانہ باتیں بھی ساتھ کر رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا لیکن یہ تلوار کے خوف سے اس طرح کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس کے قتل سے منع کیا گیا ہے جو اس شہادت کا اظہار کرے۔

سوال: رسول کریم ﷺ نے شہداء احد کی قبروں میں کیا دعا کی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: عبداللہ بن ابی فَرْوَہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے شہداء کی قبروں کی زیارت کی تو فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ إِنَّ عَبْدَكَ وَنَبِيَّكَ يَشْهَدُ أَنَّ هٰؤُلَاءِ شُهَدَاءُ، وَأَنَّهٗ مَنْ زَارَهُمْ. وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَدُّوْا عَلَيْهِ۔ اے اللہ! بے شک میں تیرا بندہ اور نبی گواہی دیتا ہوں کہ یہ لوگ شہید ہیں اور جو ان کی زیارت کرے اور قیامت کے دن تک ان پر سلام بھیجے تو وہ اس کا جواب دیں گے۔

......☆......☆......☆......

رسول کریم ﷺ کیلئے اُحد کی جنگ ایک نہایت صبر آزما جنگ تھی اس جنگ میں آپؐ پر حملہ ہوا، آپؐ کے دانت ٹوٹ گئے، آپؐ زخمی ہوگئے، دشمن آپؐ کی بے ہوشی کی حالت میں آپؐ کے اوپر سے اور آپؐ کے ساتھیوں کے اوپر سے ان کے جسموں کو روندتا ہوا گزرا پھر بھی آپؐ نے بلند حوصلگی اور اپنے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ پیش کیا اور لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور دل جوئی کی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 19 اپریل 2024 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا قرض کس طرح ادا ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ جب فوت ہوئے تو ان پر قرض تھا۔ مَیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کی کہ آپؐ ان کے قرض خواہوں کو سمجھائیں کہ وہ ان کے قرض میں سے کچھ کمی کر دیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس خواہش کا اظہار کیا مگر قرض دینے والوں نے کمی نہیں کی۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ جاؤ اور اپنی کھجوروں کی ہر ایک قسم کو الگ الگ ڈھیر لگاتے جاؤ۔ کہتے ہیں عجوہ کھجور کی قسم کو علیحدہ رکھنا اور عِذْق بن زید کھجور کی قسم کو علیحدہ۔ پھر مجھے پیغام بھیجنا۔ چنانچہ مَیں نے ایسا ہی کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپؐ کھجوروں کے ڈھیر پر یا ان کے درمیان بیٹھ گئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا ان لوگوں کو ماپ کر دو۔ چنانچہ مَیں نے ان کو ماپ کر دیا یہاں تک کہ جو اُن کا حق تھا مَیں نے ان کو پورا دے دیا پھر بھی میری کھجوریں بچ گئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان میں کچھ کمی نہیں ہوئی۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے احد کے شہیدوں کیلئے کیا دعا فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے اُحد کے شہیدوں کے لیے دعا کی کہ اے خدا! اُحد کے شہیدوں کے پسماندگان کے لیے اچھے خبر گیر پیدا فرما۔

سوال: جنگ احد میں رسول کریم ﷺ کو کیا نقصان پہنچا؟

جواب: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اُحد کی جنگ ایک نہایت صبر آزما جنگ تھی اس سے پہلے کبھی آپؐ پر قاتلانہ حملہ نہ ہوا تھا اور نہ صرف یہ کہ جنگِ اُحد میں آپؐ پر حملہ ہی ہوا اور نہ صرف یہ کہ آپؐ کے بعض دانت بھی ٹوٹ گئے اور نہ صرف یہ کہ آپؐ زخمی ہوگئے بلکہ دشمن آپؐ کی بے ہوشی کی حالت میں آپؐ کے اوپر سے اور آپؐ کے ساتھیوں کے اوپر سے ان کے جسموں کو روندتا ہوا گزرا اور یہ آپؐ کی زندگی میں اپنی قسم کی پہلی مثال تھی مگر اس جنگ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے کس طرح بلند حوصلگی اور اپنے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ پیش کیا اور لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور دل جوئی کی۔ اس جنگ کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ اخلاق کے کتنے بلند ترین مقام پر کھڑے تھے اور اس جنگ میں صحابہؓ کی عدیم المثال قربانیوں کا بھی پتہ چلتا ہے۔ مَیں اس وقت کی بات کر رہا ہوں جب آپؐ جنگ ختم ہونے پر مدینہ واپس تشریف لا رہے تھے۔ مدینہ کی عورتیں جو آپؐ کی شہادت کی خبر سن کر سخت بے قرار

تھیں اب وہ آپؐ کی آمد کی خبر سن کر آپؐ کے استقبال کے لئے مدینہ سے باہر کچھ فاصلہ پر پہنچ گئی تھیں ان میں آپؐ کی ایک سالی زینب بنت جحش بھی تھیں ان کے تین نہایت قریبی رشتہ دار جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔

سوال: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حمنہ بنت جحشؓ کو انکے ماموں اور بھائی کے شہید ہونے کی خبر دی تو انہوں نے کیا کہا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حمنہ بنت جحشؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مردے کا افسوس کرو۔ تو حمنہ بنت جحشؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس مردے کا افسوس کروں؟ آپؐ نے فرمایا تمہارا ماموں حمزہؓ شہید ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت حَمنہؓ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن پڑھا اور پھر کہا اللہ تعالیٰ ان کے مدارج بلند کرے وہ کیسی اچھی موت مرے ہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اچھا اپنے ایک اَور مرنے والے کا افسوس کر لو۔ حَمنہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس کا؟ آپؐ نے فرمایا تمہارا بھائی عبداللہ بن جحشؓ بھی شہید ہو گیا ہے۔ حمنہؓ نے پھر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن پڑھا اور کہا الحمد للہ وہ تو بڑی ہی اچھی موت مرے ہیں۔

سوال: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمنہ بنت جحشؓ کو جب انکے شوہر کے شہید ہونے کی خبر دی تو کیا ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمنہ بنت جحشؓ کو ان کے خاوند کے شہید ہونے کی خبر دی تو اس نے ایک آہ بھر کر کہا ہائے افسوس! اور وہ اپنے آنسوؤں کو روک نہ سکی اور گھبرا گئی۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حمنہ بنت جحشؓ کی یہ کیفیت دیکھ کر کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے فرمایا: عورت کو ایسے وقت میں اپنے عزیز ترین رشتہ دار اور خونی رشتہ دار بھول جاتے ہیں لیکن اسے محبت کرنے والا خاوند یاد رہتا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے حَمنہؓ سے پوچھا۔ تم نے اپنے خاوند کی وفات کی خبر سن کر ہائے افسوس کیوں کہا تھا؟ حمنہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! مجھے اس کے بیٹے یاد آ گئے تھے کہ ان کی کون رکھوالی کرے گا؟ آپؐ نے فرمایا: مَیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کی تمہارے خاوند سے بہتر خبر گیری کرنے والا کوئی شخص پیدا کر دے۔

سوال: کن صحابہ کرام کی تلواروں نے جنگ احد میں تلوار کا حق ادا کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ان صحابہؓ کا ذکر جن کی تلواروں نے اُحد کی جنگ میں حق ادا کیا یوں ملتا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں داخل ہوئے تو اپنی بیٹی فاطمہؓ کو تلوار پکڑاتے ہوئے فرمایا۔ اِغۡسِلِی عَنۡ ھٰذَا دَمَہٗ یَا بُنَیَّۃُ فَوَاللّٰہِ لَقَدۡ صَدَقَنِی الۡیَوۡمَ۔ اے میری پیاری بیٹی! اس تلوار پر لگے خون کو دھو ڈال۔ اللہ کی قسم! آج تو اس تلوار نے حق ادا کر دیا۔ پھر حضرت علیؓ نے بھی حضرت فاطمہؓ کو اپنی تلوار تھماتے ہوئے کہا۔ اس تلوار پر لگے خون کو بھی دھو ڈالو۔ اس موقع پر ان کی زبان پر بھی وہی الفاظ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے تھے کہ اللہ کی قسم! آج تو اس تلوار نے کمال کر دکھایا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے۔ لَئِنۡ کُنۡتَ صَدَقۡتَ الۡیَوۡمَ الۡقِتَالَ لَقَدۡ صَدَقَ مَعَكَ سَھۡلُ بۡنُ حُنَیۡفٍ وَ اَبُو دُجَانَۃَ۔ اگر آج تم نے قتال میں کمال کر دکھایا ہے تو تمہارے ساتھ سَہل بن حُنَیف اور ابودُجانہ نے بھی تو خوب دادِ شجاعت دی ہے۔

سوال: غزوہ حمراء الاسد کب ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: غزوہ حمراء الاسد ہے جو شوال تین ہجری میں ہوا اس کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ غزوہ اصل میں غزوۂ اُحد ہی کا حصہ اور تتمہ ہے اور غزوہ حمراء الاسد سے حاصل ہونے والے نتائج کی بنا پر غزوۂ اُحد کو حقیقی معنوں میں مسلمانوں ہی کی فتح شمار کیا جاتا ہے۔

سوال: حمراء الاسد کہاں واقع ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حمراء الاسد مدینہ سے ذُوالحُلَیۡفَہ جاتے ہوئے راستے کے بائیں جانب مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے۔

سوال: مردوں کو عورتوں کیساتھ کیسا سلوک کرنا چاہئے؟

جواب: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مَردوں کے لیے عمومی سبق ہے کہ وہ عورتوں سے حسن سلوک کیا کریں اور معمولی معمولی باتوں پر ان کو مارنے اور کوٹنے نہ لگ جایا کریں۔ جب ان کی عورتیں اپنے عزیز و اقارب سے جدا ہو کر ان کے پاس رہتی ہیں تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ان کا اعزاز کیا جائے نہ کہ بات بات میں ان کے ساتھ جھگڑا فساد کیا جائے۔ آپؐ کے یہ فرمانے سے ایک طرف تو حمنہ بنت جحشؓ کی دلجوئی ہو گئی اور دوسری طرف آپؐ نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی بھی تلقین فرما دی۔

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

پاکیزگی صرف ظاہری عبادتوں سے نہیں ہے بلکہ دلوں کی حالت پاکیزہ بنانے سے ہے اور دلوں کی پاکیزگی عبادتوں کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق ادا کرنے سے ہوتی ہے۔ (خطبہ جمعہ مورخہ 25/جنوری 2008ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر احمدی کو یہ بات اپنے ذہن میں اچھی طرح بٹھا لینی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا، جو خلافت کی صورت میں جاری ہے، فائدہ تب اٹھا سکیں گے جب اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 13/اپریل 2007ء)

طالب دعا: بی. ایس. عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 22/فروری 2024ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم عبد السلام اسلام صاحب ابن مکرم چودھری حشمت علی صاحب مرحوم (یوکے)

7/فروری 2024ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، سادہ مزاج، مہمان نواز، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھنے والے، ایک قابل، مخلص اور نیک انسان تھے۔ نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ آپ کو شاعری کا بھی شوق تھا۔ آپ کا کلام الفضل اور جماعتی رسائل میں شائع ہوتا رہا۔ کراچی اور ربوہ میں مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ محلہ دار الفتوح میں دو مساجد کی تعمیر میں لاکھوں کی رقم اکٹھی کی اور بیرون ملک مقیم رشتہ داروں اور بچوں کو مساجد کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک کرتے رہے۔ مرحوم ۲۰۱۶ء سے لندن میں مقیم تھے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم لقمان احمد زاہد صاحب ابن مکرم مہر دین صاحب (کوٹری ضلع جامشورو۔ سندھ)

9/جنوری 2024ء کو 73 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، خوش اخلاق، ملنسار، ہمدرد، مرکزی مہمانوں کا احترام کرنے والے تھے۔ خلافت کے ساتھ اخلاص کا گہرا تعلق تھا۔ واپڈا کالونی میں اکیلے احمدی ہونے کی وجہ سے مخالفت کا سامنا بھی رہا لیکن بڑی ثابت قدمی اور بہادری کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

(2) مکرمہ عزیزہ عبید اللہ صاحبہ اہلیہ مکرم منیر الدین عبید اللہ صاحب (جماعت بریمپٹن ایسٹ۔ کینیڈا)

27/جنوری 2024ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ مکرم حافظ عبید اللہ صاحب (مبلغ ماریشس) کی نواسی اور مولانا بشیر الدین عبید اللہ صاحب مرحوم (مربی سلسلہ) کی بھانجی تھیں۔ خلافت سے والہانہ لگاؤ رکھنے والی، نمازوں کی پابند، مہمان نواز، خوش اخلاق، ہمدرد اور ہر کسی کی خیر خواہ، نیک اور صالح خاتون تھیں۔ چندوں کی ادائیگی میں پیش پیش رہتی تھیں۔ مرحومہ کو لمبے عرصہ تک شعبہ ضیافت میں کام کرنے کی توفیق ملی۔ مرحومہ نے ایڈمنٹن، کیلگری، وینکوور اور وان کی جماعتوں کے شعبہ ضیافت میں نمایاں بہتری لانے کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(3) مکرمہ خدیجہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد احمد نسیم صاحب درویش مرحوم (آف قادیان)

27/جنوری 2024ء کو 94 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ اور ان کے خاوند کینا نور صوبہ کیرلہ کے رہنے والے تھے۔ مرحومہ 1950ء میں قادیان آ گئیں اور اپنی ابتدائی زندگی بڑی تنگی میں صبر و شکر کے ساتھ گزاری۔ کرسیاں بُن کر گھریلو اخراجات پورا کرنے میں خاوند کی مدد کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند، مہمان نواز اور بہت سی خوبیوں کی حامل ایک نیک بزرگ خاتون تھیں۔ قرآن مجید سے بڑا شغف تھا۔ اپنے بیٹے اور دو پوتوں کو حافظ قرآن بنایا۔ بہت سے بچوں کو قرآن مجید پڑھایا۔ حج بیت اللہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ خلیفہ وقت کے خطبات باقاعدگی سے سنا کرتی تھیں۔ جماعتی پروگراموں میں بھی پابندی سے شامل ہوا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کے سات بچے ہیں۔ ایک بیٹا اور بڑی بیٹی فوت ہو چکے ہیں۔ ان کے ایک بیٹے مکرم حافظ مظہر احمد طاہر صاحب (ریٹائرڈ پنشنر) افسر محاسب کے طور پر صدر انجمن میں خدمت کر چکے ہیں۔

(4) مکرم ملک محمد اشرف صاحب (جماعت والتھم سٹو۔ یوکے)

15 نومبر 2023ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کا تعلق جہلم سے تھا۔ 1961ء میں یوکے آنے کے بعد مرحوم کو کسی نہ کسی رنگ میں جماعت کی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ لوکل جماعت میں جلسہ سالانہ پر ٹرانسپورٹ کا انتظام کرنے کی ذمہ داری ادا کرتے رہے۔ اس کے علاوہ مرکزی آڈیو ویڈیو ڈیپارٹمنٹ میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم نماز اور روزہ کے پابند، خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔

(5) مکرم الحاج محمد منشی صاحب ابن مکرم عبد اللطیف صاحب مرحوم (آف گورسائی ضلع پونچھ صوبہ جموں وکشمیر مقیم قادیان)

18 جنوری 2024ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم سالہا سال سے قادیان میں مقیم تھے۔ 1995ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، چندوں میں باقاعدہ ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم کے اکلوتے بیٹے مکرم نثار احمد صاحب نے والد کے مشورہ پر قادیان میں مکان بنایا اور پھر فوج کی ملازمت سے ریٹائرمنٹ لے کر اپنے آپ کو جماعت کی خدمت کے لیے پیش کیا۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(6) مکرم عبد الرحیم بٹ صاحب ابن مکرم غلام محمد بٹ صاحب (ربوہ)

26/جنوری 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم نمازوں کی پابندی کرنے والے، صابر و شاکر، صلہ رحمی کے جذبہ سے سرشار، چندوں میں باقاعدہ، ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ بہت محبت کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں ۵ بیٹے اور ۴ بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم طاہر جمیل احمد صاحب ...... کے والد تھے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم شکیل احمد بٹ صاحب نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ یوکے میں بطور نائب صدر انصار اللہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔ ☆......☆

بقیہ حضور انور کے بصیرت افروز جوابات از صفحہ نمبر 2

اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ انہی خطبات میں سے ایک موقع پر آپؓ نے فرمایا: ایک دفعہ نہیں بلکہ متواتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے ہم نے یہ سُنا اور ایک رنگ میں نہیں بلکہ مختلف رنگوں اور مختلف پیرایوں میں سُنا اور اب ہمارے لئے یہ بات ماننی بالکل ناممکن ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قتل یحییٰ کے قائل نہیں تھے۔ پھر صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے سُننے کا سوال نہیں بلکہ ہم میں اس بات پر بحثیں ہوا کرتی تھیں اور ہم ہمیشہ اُس وقت کہا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید ہوئے تھے مثلاً حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل اس بات کے قائل تھے کہ خدا تعالیٰ کا کوئی نبی قتل نہیں ہوسکتا اور ہم ہمیشہ آپ سے اس معاملہ میں بحث کیا کرتے اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں سے حوالہ جات نکال نکال کر دکھایا کرتے آخر ۱۹۱۰ء کے قریب انہوں نے اقرار کیا کہ اب آئندہ کے لیے میں اس مسئلہ کو بیان نہیں کروں گا ورنہ پہلے آپ ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ خطابیات ہیں جیسے علی گڑھ کے سیّد احمد خان صاحب کہا کرتے تھے کہ قرآن کریم میں بہت جگہ خطابیات کے طور پر باتیں بیان کی گئی ہیں مگر جب ہم نے متواتر حوالہ جات کو نکال نکال کر آپ کے سامنے رکھا اور کئی شہادتیں آپ کے سامنے اس امر کے متعلق پیش کیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی بات کے قائل تھے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید ہوئے ہیں تو آپ نے اُس وقت فرمایا میں سمجھتا ہوں اب مجھے آئندہ کے لیے اس بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہئے مگر حضرت خلیفہ اوّل نے بھی اپنے دلائل کے ضمن میں یہ کبھی نہیں فرمایا تھا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایسا سُنا ہے۔ آپ فرماتے میرا علم یوں کہتا ہے مگر جب ہم نے ان پر یہ بات ثابت کردی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اِس بات کے قائل تھے کہ بعض انبیاء شہید ہوئے ہیں تو پھر حضرت خلیفہ اوّل نے فرمایا اب میں خاموش ہو جاتا ہوں اور آئندہ اِس کے متعلق کبھی کوئی بات نہیں کروں گا۔

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 26/اگست 1938ء، خطبات محمود جلد 19 صفحہ 569 تا 570)

باقی جہاں تک حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے درس القرآن میں بیان شدہ مؤقف کی بات ہے تو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس مؤقف کو حتمی قرار نہیں دیا تھا، بلکہ فرمایا تھا کہ اس بارے میں مزید تحقیق ہونی چاہیے نیز حضور رحمہ اللہ نے اپنے مؤقف کی تائید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات میں بیان شدہ اس ارشاد کو بیان فرمایا تھا کہ ”صلیب چونکہ جرائم پیشہ کے واسطے ہے اس واسطے نبی کی شان سے بعید ہے کہ اسے بھی صلیب دی جاوے اس لئے توریت میں لکھا تھا کہ جو کاٹھ پر لٹکایا جائے وہ ملعون ہے آتشک وغیرہ جو خبیث امراض خبیث لوگوں کو ہوتے ہیں اُس سے بھی انبیاء محفوظ رہتے ہیں نفس قتل انبیاء کے لیے معیوب نہیں ہے مگر کسی نبی کا قتل ہونا ثابت نہیں ہے جس آلہ سے خبیث قتل ہو اس آلہ سے نبی قتل نہیں ہوتا۔“

(اخبار البدر نمبر 12، جلد 2، مورخہ 10/اپریل 1903ء صفحہ 90 تا 91۔ ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۵۶ ۳، مطبوعہ ۲۰۱۶ء)

ایک تو یہ ملفوظات کا حوالہ ہے اور ملفوظات سے مراد حضور علیہ السلام کے وہ ارشادات ہیں جو کسی اخبار کے ایڈیٹر یا رپورٹر نے حضورؑ سے سن کر اپنے الفاظ میں لکھے، جبکہ اس کے مقابلہ پر حضور علیہ السلام کی اپنی متعدد تصانیف میں یہ واضح مؤقف موجود ہے کہ حضور علیہ السلام کے نزدیک حضرت یحییٰ قتل ہوئے تھے۔ دوسرا ملفوظات کے اس مذکورہ بالا حوالہ میں دراصل حضور علیہ السلام نبیوں کے قتل ہونے کی مناہی نہیں فرما رہے بلکہ صلیب پر مارے جانے، کسی خبیث مرض میں مبتلا ہو کر مرنے اور کسی ایسے خبیث آلہ سے قتل ہونے کی مناہی فرما رہے ہیں جس آلہ سے خبیث لوگ قتل ہوتے ہیں۔

سوال: مصر کے صدر صاحب جماعت نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ ایک دوست نے پوچھا ہے کہ قرآن کریم کی آیت اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَہَا وَاَشۡفَقۡنَ مِنۡہَا وَحَمَلَہَا الۡاِنۡسَانُ۔ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوۡمًا جَہُوۡلًا۔ (الاحزاب:73) میں آسمانوں اور زمین کا کیوں ذکر کیا گیا ہے، ملائکہ اور جنوں کا ذکر کیوں نہیں ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 24/نومبر 2022ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: یہ تو Common sense کی بات ہے اور ہم اپنے روزمرہ کے معمولات میں بھی دیکھتے ہیں کہ چند چیزوں کا ذکر کر کے باقی چیزوں کو انہی کے تحت شمار کر لیا جاتا ہے، ہر دفعہ ایک ایک چیز کا نام لے کر تفصیلات بیان نہیں کی جاتیں۔ عربی زبان کا مشہور مقولہ ہے کہ خَیۡرُ الۡکَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ یعنی بہترین بات وہ ہوتی ہے جو چھوٹی ہو اور مدلل ہو۔ پس قرآن کریم جو ایک جامع کتاب ہے، اس کی ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اجمال کے رنگ میں تعلیم بیان فرمائی ہے اور مختصر الفاظ میں وسیع اور تفصیلی امور بیان کر دیے ہیں۔ چنانچہ وَکُلَّ شَیۡءٍ فَصَّلۡنٰہُ تَفۡصِیۡلًا۔ (سورہ بنی اسرائیل:۱۳) اور وَتَفۡصِیۡلَ کُلِّ شَیۡءٍ۔ (سورہ یوسف:۱۱۲) جیسی آیات میں قرآن کریم کی اسی غیر معمولی خوبی کا اظہار کیا گیا ہے۔ ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے ہر ایک چیز کو خوب کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔ نیز یہ کہ یہ کتاب ہر بات کی پوری تفصیل بیان کرنے والی ہے۔

قرآن کریم کے اجمال کی صورت میں تفصیل کو بیان کرنے کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ قرآن کریم میں حسب ضرورت بعض جگہوں پر تو مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے الگ الگ ہدایات دی گئی ہیں۔ لیکن بہت سے مقامات پر صرف مومن مردوں کو مخاطب کر کے احکامات دیے گئے ہیں حالانکہ یہ احکامات عورتوں پر بھی اسی طرح نافذ العمل ہیں جس طرح مردوں پر ہیں لیکن ان مقامات پر عورتوں کو الگ مخاطب نہیں کیا گیا۔

پس آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ جب قرآن کریم نے مذکورہ بالا آیت میں آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کا ذکر فرمایا تو ان تینوں سے مراد ان میں پائی جانے والی تمام اشیاء ہیں۔ اور یہ بات پرانی تفسیروں میں بھی بیان ہوئی ہے۔ چنانچہ تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ وقيل المراد بالعرض الخطاب اللفظي بالسماوات والأرض والجبال أهلها كما في قوله تعالى وَسۡـَٔلِ الۡقَرۡیَۃَ اى أهلها دون أعيانها۔ یعنی یہ بھی کہا گیا ہے کہ آسمانوں، زمین اور پہاڑوں سے لفظی خطاب سے ان کے باشندے مراد ہیں۔ (یعنی آسمان و زمین اور پہاڑوں میں رہنے والی مخلوق کو اللہ نے بار امانت اٹھانے کی پیشکش کی تھی) جیسے آیت وَسۡـَٔلِ الۡقَرۡیَۃَ (یعنی قریہ سے پوچھ) میں اہل قریہ مراد ہیں، نہ کہ عین قریہ کی زمین۔

(تفسیر المظہری مولفہ القاضی محمد ثناء اللہ العثمانی الحنفی المظہری النقش بندی 1143 تا 1225ھ جلد ہفتم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس آیت میں مذکور زمین و آسمان اور پہاڑوں سے مراد ان پر رہنے والی مخلوق ہی لی ہے۔ چنانچہ اپنی تصنیف توضیح مرام میں آپ فرماتے ہیں: اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَہَا وَاَشۡفَقۡنَ مِنۡہَا وَحَمَلَہَا الۡاِنۡسَانُ۔ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوۡمًا جَہُوۡلًا۔ یعنی ہم نے اپنی امانت کو جس سے مراد عشق و محبت الٰہی اور مورد ابتلا ہو کر پھر پوری اطاعت کرنا ہے آسمانوں کے تمام فرشتوں اور زمین کی تمام مخلوقات اور پہاڑوں پر پیش کیا جو بظاہر قوی ہیکل چیزیں تھیں سو ان سب چیزوں نے اُس امانت کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اُس کی عظمت کو دیکھ کر ڈر گئیں مگر انسان نے اس کو اٹھا لیا کیونکہ انسان میں یہ دو خوبیاں تھیں ایک یہ کہ وہ خدائے تعالیٰ کی راہ میں اپنے نفس پر ظلم کر سکتا تھا۔ دوسری یہ خوبی کہ وہ خدائے تعالیٰ کی محبت میں اس درجہ تک پہنچ سکتا تھا جو غیر اللہ کو بکلی فراموش کر دے۔

(توضیح مرام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 75 تا 76)

اسی طرح براہین احمدیہ حصہ پنجم میں فرمایا: ہم نے اپنی امانت کو جو امانت کی طرح واپس دینی چاہیے تمام زمین و آسمان کی مخلوق پر پیش کیا۔ پس سب نے اُس امانت کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈرے کہ امانت کے لینے سے کوئی خرابی پیدا نہ ہو مگر انسان نے اس امانت کو اپنے سر پر اٹھا لیا کیونکہ وہ ظلوم اور جہول تھا۔ یہ دونوں لفظ انسان کے لیے محل مدح میں ہیں نہ محل مذمت میں اور ان کے معنے یہ ہیں کہ انسان کی فطرت میں ایک صفت تھی کہ وہ خدا کے لیے اپنے نفس پر ظلم اور سختی کر سکتا تھا۔ اور ایسا خدا تعالیٰ کی طرف جھک سکتا تھا کہ اپنے نفس کو فراموش کر دے اس لئے اُس نے منظور کیا کہ اپنے تمام وجود کو امانت کی طرح پاوے اور پھر خدا کی راہ میں خرچ کر دے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 239)

آئینہ کمالات اسلام میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: وہ امانت جو فرشتوں اور زمین اور پہاڑوں اور تمام کواکب پر عرض کی گئی تھی اور انہوں نے اٹھانے سے انکار کیا تھا وہ جس وقت انسان پر عرض کی گئی تھی تو بلاشبہ سب سے اوّل انبیاء اور رسولوں کی روحوں پر عرض کی گئی ہو گی کیونکہ وہ انسانوں کے سردار اور انسانیت کے حقیقی مفہوم کے اوّل المستحقین ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 169)

پس اس آیت میں آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کا جو اجمالاً ذکر کیا گیا ہے، ان سے مراد ان میں بسنے والی تمام مخلوقات ہیں، جنہوں نے اس امانت کا حق ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور پھر انسان جسے اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کا مقام عطا فرمایا ہے اس نے نتائج کی پرواہ کیے بغیر اس امانت کو اٹھا لیا۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 10 فروری 2024)

......☆......☆......☆......

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج   جس کی فطرت نیک ہو وہ آئیگا انجام کار (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

V-CARE
Food Plaza
Fast Food Restaurant

!! COME HUNGRY !! LEAVE HAPPY !!
Contact : 7250780760
Ramsar Chowk, Ram Das Gupta Path,
Bhagalpur - 812002 (Bihar)

طالبِ دعا : خالد ایوب (جماعت احمدیہ بھاگلپور، صوبہ بہار)

JYOTI SAW MILL
SAWMILL
IDCO, Plot No.2, At-Ampore
P.O Kenduapada Dist - Bhadrak - 756112 (Odisha)
Mobile No. 9861330620 & 7008841940

طالبِ دعا : شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کار پرداز قادیان)

مسل نمبر11728: میں حسینہ زوجہ مکرم کمال شفیع صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 66 سال تاریخ بیعت 1999 ساکن کفر جمال طولکرم فلسطین بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 مارچ 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1856 اسرائیلی شیقل جدید ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سادیہ الامة : حسینہ عبدالقادر گواہ : شمس الدین

مسل نمبر11729: میں عنان قزق ولد مکرم صالح قزق صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ میکینک عمر 25 سال پیدائشی احمدی ساکن کبابیر حیفا اسرائیل بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 فروری 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 اسرائیلی شقیل ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : صالح العبد : عنان گواہ : عبدالرزاق

مسل نمبر11730: میں قدسیہ نیر زوجہ مکرم منور احمد احسن صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 9 جولائی 1985 پیدائشی احمدی ساکن محلہ باب الابواب قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: چین 10 گرام 22 کیریٹ۔ نکلیس 15 گرام 22 کیریٹ، جھمکے 6 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 3000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : صدام احمد الامة : قدسیہ نیر گواہ : عامر احمد

مسل نمبر11731: میں عائشہ تبسم زوجہ مکرم کلیم احمد خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 39 سال تاریخ بیعت 1998 ساکن ننگل باغبانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کے ہار دو عدد 22 گرام، کان کے جھمکے ایک جوڑی 10 گرام، چار انگوٹھی 10 گرام (تمام زیورات 24 کیریٹ) زیور نقرئی 200 گرام۔ حق مہر 50000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : طاہر احمد خان الامة : عائشہ تبسم گواہ : کلیم احمد خان

مسل نمبر11732: میں امتہ الباسط چیمہ زوجہ مکرم منور احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 17 ستمبر 1976 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ 21 Glossop Street LS62LE یوکے مستقل پتہ: محلہ احمدیہ قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23 مارچ 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: بریسلٹ 3 گرام، دو سونے کی انگوٹھیاں 2 عدد 1.5 گرام، ایک چین 6 گرام، کان کی بالیاں 3 گرام (تمام زیورات 13.5 گرام 22 کیریٹ) حق مہر 15501 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 324 پاؤنڈ ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : منور احمد الامة : امتہ الباسط چیمہ گواہ : عامر حیات

مسل نمبر11733: میں شیخ اختر احمد ولد مکرم شیخ غلام ہادی صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 14 جون 1971 پیدائشی احمدی ساکن قدم بیڑا بھدرک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17 مارچ 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ (1) پلاٹ نمبر 891/1010/1205 کھاتا نمبر 255/320 ایریا AO.26 ڈسمل واقع بھدرک (2) آبائی جائداد جو مکان رہائش اور پلاٹ پر مشتمل ہے جو کہ بھدرک میں واقع ہے اس کی تقسیم عمل میں نہیں آئی ہے بعد تقسیم خاکسار اپنے حصہ کے تعلق سے اطلاع کرے گا۔ انشاء اللہ۔ پلاٹ نمبر 983/5794 کھاتا نمبر 723/3374 ایریا تحصیل بھدرک 17.50 ڈسمل۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 10 ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ اسحاق العبد : شیخ اختر احمد گواہ : محمد فضل الرحمٰن خان

مسل نمبر11734: میں مسرت جہان زوجہ مکرم شیخ محمد جاوید صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائمری اسکول ٹیچر تاریخ پیدائش 3 جون 1990 پیدائشی احمدی ساکن بڑاشنکر پور پرانا بازار ضلع بھدرک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 2 عدد نیکلس، ایک چین، 2 جوڑی بینگلز، پانچ جوڑی بالیاں، Ring3nots (تمام زیورات 22 کیریٹ)۔ زیور نقرئی: 5 جوڑی پائل، ToesRing10Nots (تمام زیورات 10 تولہ 100 گرام) حق مہر 90 ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 22000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ محمد جاوید الامة : مسرت جہان گواہ : شیخ اسحاق

مسل نمبر11735: میں فاتح کنول بنت مکرم صالح محمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 25 دسمبر 2003 پیدائشی احمدی ساکن مدینہ میدان روڈ ضلع بھدرک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی بالیاں 22 کیریٹ 3.8 گرام میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مدثر احمد احمدی الامة : فاتح کنول گواہ : شیخ اسحاق

مسل نمبر11736: میں حفصہ خاتون زوجہ مکرم صالح محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 17 جون 1975 پیدائشی احمدی ساکن مدینہ میدان روڈ ضلع بھدرک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: چین 10 گرام، انگوٹھی 5 گرام، ٹاپس 11 گرام۔ (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر 40 ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مدثر احمد احمدی الامة : حفصہ خاتون گواہ : شیخ اسحاق

مسل نمبر11737: میں امتہ المومن زوجہ مکرم عثمان احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 31 مارچ 1992 پیدائشی احمدی ساکن دارالانوار جنوبی قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ناک کا کوکا قیمت 1500 روپے 22 کیریٹ۔ زیور نقرئی: ایک عدد انگوٹھی 1800 روپے حق مہر 80 ہزار روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عثمان احمد الامة : امتہ المومن گواہ : عبدالنور نیر

HOTEL FIRDOUS
SALANDI BY PASS (BHADRAK)
Nearest to Bus Stand & Railway Station
A/C & Non A/C Rooms, Marriage & Confrence Hall, Laundry Facility
Landline : 06784-240620 Mobile : 9078517843, 7852974737
طالب دعا : شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

M.F. STEELS & ALUMINIUM
Deals in All types of
Aluminium chennels, Section &
Steels, Pipes, Tubes, ACP, Sheet etc.
Sk. Muneer Ahmed
7008220172 9437147910
ahmedmuneersk@gmail.com
طالب دعا : شیخ منیر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 06 - June - 2024 Issue. 23

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خبیبؓ پہلے تھے جنہوں نے قتل سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کی سنت قائم کی تھی

فلسطینیوں کے لئے، سوڈان کے لوگوں کے لئے، پاکستان اور یمن کے اسیروں کی رہائی کے لئے دعا کی تحریک

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 31 رمئی 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت خبیب کے شہید کئے جانے کا ذکر ہو رہا تھا۔ یہ پہلے صحابی تھے جن کو لکڑی پر باندھ کر شہید کیا گیا یعنی صلیب کی طرح لٹکا کر شہید کیا گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ قریش نے حضرت خبیب سے کہا کہ اسلام چھوڑ دو ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ حضرت خبیب نے کہا اللہ کے راستے میں میرا قتل تو ایک معمولی بات ہے۔ پھر انہوں نے کہا اَے اللہ تُو آنحضرت ﷺ کو میرا سلام پہنچا دے اور آپؐ کو بتا دے جو یہاں ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔ حضرت اسامہ بن زید کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ پر وحی کی کیفیت طاری ہوئی۔ ہم نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا۔ وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یعنی اس پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ پھر جب آپؐ پر سے وحی کے آثار ختم ہوئے تو آپؐ نے فرمایا یہ جبرئیل تھے وہ مجھے خبیب کا سلام پہنچا رہے تھے۔ خبیب کو قریش نے قتل کر دیا۔

روایت ہے کہ قریش نے ایسے چالیس آدمیوں کو حضرت خبیب کے قتل کے وقت بلایا جن کے باپ دادا جنگ بدر میں قتل ہوئے تھے۔ پھر قریش کے اُن لوگوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک نیزہ دے کر کہا کہ یہی وہ شخص ہے جس نے تمہارے باپ دادا کو قتل کیا تھا۔ اِس پر اُن لوگوں نے خبیب کو اپنے نیزوں کے ساتھ ہلکی ہلکی ضربیں لگائیں اس پر حضرت خبیب صلیب پر بے چین ہونے لگے۔ پھر مشرکین نے خبیب کو قتل کر دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین نے پہلے حضرت خبیب کو نیزے چبھوئے شدید اذیت دی اور پھر قتل کیا۔ جبکہ بخاری کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خبیب نے جب اپنے اشعار ختم کئے تو عقبی بن حارث ان کے پاس آیا اور اس نے حضرت خبیب کو قتل کر دیا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں لکھا ہے کہ : رؤسائے قریش کی قلبی عداوت کے سامنے رحم وانصاف کا جذبہ خارج از سوال تھا۔ چنانچہ ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ بنو الحارث کے لوگ اور دوسرے رؤسائے قریش خبیب کو قتل کرنے اور اس کے قتل پر جشن منانے کے لئے اسے ایک کھلے میدان میں لے گئے۔ خبیب نے شہادت کی بو پائی تو قریش سے نہایت الحاح کے ساتھ کہا کہ مرنے سے پہلے مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ قریش نے جو غالباً اسلامی نماز کے منظر کو بھی اس تماشہ کا حصہ بنانا چاہتے تھے اجازت دے دی اور خبیب نے بڑی توجہ اور حضور قلب کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی اور پھر نماز سے فارغ ہو کر قریش سے کہا۔ میرا دل چاہتا تھا کہ میں اپنی نماز کو لمبا کروں لیکن پھر مجھے یہ خیال آیا کہ کہیں تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ میں موت کو پیچھے ڈالنے کے لئے نماز کو لمبا کر رہا ہوں۔ پھر خبیب یہ اشعار پڑھتے ہوئے آگے جھک گئے۔

وَمَا اَنْ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ
وَذَالِكَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ یَّشَاءُ
یُبَارِكْ عَلٰی اَوْصَالِ شَلْوٍ مُمَزَّعٍ

یعنی جبکہ میں اسلام کی راہ میں اور مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے یہ پروا نہیں ہے کہ میں کس پہلو پر قتل ہو کر گروں۔ یہ سب کچھ خدا کے لئے ہے اور اگر میرا خدا چاہے گا تو میرے جسم کے پارہ پارہ ٹکڑوں پر برکات نازل فرمائے گا۔ غالباً ابھی خبیب کی زبان پر ان اشعار کے آخری الفاظ گونج ہی رہے تھے کہ عقبہ بن حارث نے آگے بڑھ کر وار کیا اور یہ عاشق رسول خاک پر تھا۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ قریش نے خبیب کو ایک درخت کی شاخ سے لٹکا دیا تھا اور پھر نیزوں کی چوکیں دے دے کر قتل کیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

جب ان کے قتل کا وقت آن پہنچا تو خبیب نے کہا کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ قریش نے ان کی یہ بات مان لی اور خبیب نے سب کے سامنے اِس دنیا میں آخری بار اپنے اللہ کی عبادت کی۔ جب وہ نماز ختم کر چکے تو انہوں نے کہا کہ میں اپنی نماز جاری رکھنا چاہتا تھا مگر اس خیال سے ختم کر دی ہے کہ کہیں تم یہ نہ سمجھو کہ میں مرنے سے ڈرتا ہوں۔ پھر آرام سے اپنا سر قاتل کے سامنے رکھ دیا اور ایسا کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے۔

وَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ جَنْبٍ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ
وَذَالِكَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ یَّشَاءُ
یُبَارِكْ عَلٰی اَوْصَالِ شَلْوٍ مُمَزَّعٍ

یعنی جبکہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے پرواہ نہیں ہے کہ میں کس پہلو پر قتل ہو کر گروں۔ یہ سب کچھ خدا کے لئے ہے اور اگر میرا خدا چاہے گا تو میرے جسم کے پارہ پارہ ٹکڑوں پر برکات نازل فرمائے گا۔ خبیب نے ابھی یہ شعر ختم نہ کئے تھے کہ جلاد کی تلوار ان کی گردن پر پڑی اور ان کا سر خاک پر آ گرا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خبیب پہلے تھے جنہوں نے قتل سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کی سنت قائم کی تھی۔ حضرت خبیب نے شہادت کے وقت یہ دعا مانگی کہ اَللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَلَا تُبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا کہ اے اللہ ان دشمنوں کو شمار میں رکھ اور انہیں چن چن کر قتل کرا اور ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑ۔ ایک مشرک نے جب یہ دعا سنی تو وہ خوف سے زمین پر لیٹ گیا۔ کہتے ہیں کہ ابھی ایک سال نہیں گزرا تھا کہ سوائے اس کے جو زمین پر لیٹ گیا تھا سب ختم ہو گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: اکثریت یا تو ماری گئی، اور یا اسلام لے آئی اور یوں حضرت خبیب کی دعا پوری شان سے پوری ہوئی۔

ایک سیرت نگار لکھتا ہے کہ مشرکین خبیب کی زبان سے یہ کلمات سن کر کانپ اٹھے۔ انہیں یقین تھا کہ خبیب کی یہ بددعا رائیگاں نہیں جائے گی۔ یہ بددعا سن کر وہاں موجود لوگوں میں سے بعض لوگ کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر فرار ہو گئے۔ کچھ لوگوں کے پیچھے چھپنے لگے یعنی ایک دوسرے کے پیچھے چھپنے لگ گئے۔ بددعا کے اثر سے بچنے کے لئے اپنے رواج کے مطابق کچھ درختوں کی اوٹ میں ہو گئے اور کچھ زمین پر لیٹ گئے۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح ہم اس بددعا سے محفوظ رہیں گے۔ اُن میں روایتی طور پر یہ بات مشہور تھی کہ اگر کسی آدمی کے لئے بددعا کی جائے اور وہ پہلو کے بل لیٹ جائے تو اس بددعا کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ حضرت معاویہ بن ابوسفیان بیان کرتے ہیں کہ دوسرے لوگوں کی طرح میں بھی اپنے والد کے ساتھ اس جگہ پہنچا تھا۔ میں نے دیکھا کہ میرے والد خبیب کی بددعا سے گھبرا گئے۔ انہوں نے مجھے لٹانے کے لئے بہت زور سے زمین کی طرف گھسیٹا۔ میں پیٹھ کے بل گرا۔ گرنے کی وجہ سے مجھے اتنی زبردست چوٹ لگی کہ میں بڑی مدت تک اس کی تکلیف محسوس کرتا رہا۔

حویطب بن عبدالعزی فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت خبیب کی بددعا سنتے ہی میں نے فوراً کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور بھاگ نکلا۔ حکیم بن حزام بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت خبیب کی بددعا سے ڈر کر درختوں کے پیچھے چھپ گیا۔ جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ میں اس دن حضرت خبیب کی بددعا کا سامنا کرنے کا حوصلہ نہ کر سکا، میں نے خوفزدہ ہو کر لوگوں کی آڑ لے لی۔ نوفل بن معاویہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے پورا یقین تھا کہ ان کی بددعا سے وہاں موجود لوگوں میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔ میں کھڑا ہوا تھا ان کی بددعا سے گھبرا گیا اور زمین کی طرف جھک گیا۔ قریش کے لوگوں میں اس بددعا کا بہت چرچا رہا۔ ایک مہینے یا اس سے زیادہ عرصہ تک ان کی مجلسوں میں خبیب کی بددعا کا خوف منڈلاتا رہا اور وہ اس پر طرح طرح کے تبصرے کرتے رہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس مجمع میں ایک شخص سعید بن عامر بھی شریک تھا۔ یہ شخص بعد میں مسلمان ہو گیا اور حضرت عمر کے زمانہ خلافت تک اس کا یہ حال تھا کہ جب کبھی اسے حضرت خبیب کا واقعہ یاد آتا تو اس پر غشی طاری ہو جاتی تھی۔

روایت میں بیان ہوا ہے کہ قریش نے سولی کی حفاظت کے لئے چالیس آدمی تعینات کئے تھے تاکہ وہ لاش وہیں لٹکی رہے اور وہیں گل سڑ کر خراب ہو جائے حضرت خبیب کی نعش کو لانے کیلئے آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو روانہ فرمایا۔ اس بارے میں مختلف روایات آتی ہیں۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرو بن امیہ زمری اور حضرت جبار بن صخر انصاری کو نعش لانے کیلئے بھیجا۔ یہ دونوں لاش کو سولی سے اُتار لائے لیکن قریشیوں نے جب ان دونوں کا پیچھا کیا تو حضرت جبار نے لاش کو ندی میں پھینک دیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے خبیب کی لاش کو بے حرمتی سے بچا لیا۔ حضور انور نے فرمایا : یہ روایت زیادہ صحیح لگتی ہے۔ بہرحال ان کی لاش کافروں کے ہاتھ نہیں لگی اور کفار حضرت خبیب کی لاش کے ساتھ جو کچھ کرنا چاہتے تھے وہ کر نہ سکے اور اس طرح لاش کو اللہ تعالیٰ نے بے حرمتی سے محفوظ رکھا۔

حضور انور نے فرمایا: دعا کی طرف میں توجہ دلاتا رہتا ہوں فلسطینیوں کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ظالموں سے دُنیا کو نجات دے اور معصوم فلسطینیوں کو بھی نجات دے۔ اسی طرح سوڈان کے لوگوں کے لئے دعا کریں۔ وہاں خود اپنی قوم کے لوگ اپنی قوم کے لوگوں کو مار رہے ہیں۔ مسلمان مسلمانوں کو مار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی عقل دے۔ یمن کے اسیروں کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ پاکستان کے احمدیوں کے لئے دعا کریں۔ عید قریب آ رہی ہے مولوی ان دنوں مزید سرگرم ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ اسیران کی رہائی کے بھی جلد سامان پیدا فرمائے۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے مکرم چوہدری منیر احمد صاحب مربی سلسلہ ڈائریکٹر ایم ٹی اے انٹرنیشنل ٹیلی پورٹ امریکہ اور مکرم عبدالرحمن کٹی صاحب النّلور کیرالہ انڈیا کا ذکر خیر فرمایا اور نماز کے بعد ہر دو مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا فرمائی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad